تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

تبوک ۱۳۶۲ہش / ستمبر ۱۹۸۳ء

شرح چندہ

پاکستان - ۲۰ روپے سالانہ

فی پرچہ :- دو ۲ روپے صرف

ایڈیٹر ـــــــ غلام باری سیف

جذباتِ گوہر

(قبرِ مسیحا کو دیکھکر)

مکرم و محترم مولانا ذوالفقار علی صاحب گوہر مرحوم برادر مولانا محمد علی صاحب جوہر کی یہ نظم ہمیں ایران سے شیخ خادم حسین صاحب نے بھجوائی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اپنے خط میں شیخ صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت مولانا گوہر صاحب کا مجموعۂ کلام اُن کے صاحبزادے مولانا عبدالمالک خانصاحب کے پاس ہے۔ (ایڈیٹر)

کیوں آپ ہی آپ آنسو آنکھوں سے ہوئے جاری ٭ یہ کس نے گلا گھونٹا کیوں سانس ہُوا بھاری
اِس بزمِ خموشاں میں کیا ذکر تکلّم کا! ٭ تھرّاتی ہے یاں آکر ہستی کی ریاکاری
زِندوں میں اگر ہوتا مَیں یہ بھی سمجھ لیتا ٭ یہ حُسن کا جادُو ہے یہ حُسن کی عیّاری
پُھولوں سے چنبیلی کے کہتا ہُوں مَیں ہنس ہنس کر ٭ اَے گُل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری
مَیں اُڑ کے لپٹ جاتا قدموں سے مسیحا کے ٭ اَے کاش قضا دیتی پروانۂ راہداری
یاربّ مجھے طاقت دے احمدؐ کی غلامی کی ٭ محمودؔ کے صدقے میں کھو دے میری لاچاری

اَے قبرِ مسیحا کی گوہرؔ ہو فدا تجھ پر
وہ بھی تھا مجھے پیارا۔ تو بھی ہے مجھے پیاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ذیقعد ۱۴۰۳ھ ہجری

تبوک ۱۳۶۲ ہش

ستمبر ۱۹۸۳ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیران اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت۔ مبارک احمد صاحب ساقی لندن

کمال یوسف صاحب سکنڈے نیویا

شرح چندہ ماہنامہ "انصار اللہ"

پاکستان	ـــــ بیس روپے سالانہ ۲۰/-	
امریکہ۔ کینیڈا، جزائر فجی	بذریعہ ہوائی ڈاک ـــ ایک سو پچاس ۱۵۰/-	" "
	" بحری ڈاک ـــ اسی ۸۰/-	" "
دیگر ممالک	بذریعہ ہوائی ڈاک ـــ ایک سو ۱۰۰/-	" "
	" بحری ڈاک ـــ ساٹھ ۶۰/-	" "

فہرست مضامین

پبلشر :- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :- سید عبدالحی

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

کتابت :- محمد رفیق احمد ربوہ

قیمت فی پرچہ :- دو روپے

جلد ۲۴ | ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ | شمارہ ۸

تبوک ۱۳۶۲ ہش

اَے مظفّر تجھ پر سَلام —— (حضرت خلیفۃ المسیح)

امریکہ میں راہِ حق کے شہید ڈاکٹر مظفّر نے اپنے صدق و وفا پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔ مظفّر شہید نے نخلِ احمدیّت کو اپنے خون سے سینچا۔ وہ تاریخ احمدیّت کا ایک تابناک باب رقم کر گئے۔ راہِ حق میں جان دینے والے شہید ہم اپنے امام کے ہم نوا ہو کر تجھے سلام کا تحفہ بھیجتے ہیں۔

"اَے مظفّر تجھ پر سَلام"

شہداء احمدیت میں ایک اور شہید کا اضافہ ہُوا۔ امریکہ میں نخلِ احمدیت کو تیرے سُرخ اور گرم خُون کی ضرورت تھی۔ تونے اپنے خون سے گلستانِ احمد کی آبیاری کی۔ تُو مرا نہیں زندہ جاوید ہو گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَلَا تَقُولُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۔ (البقرہ : ۱۵۵)

کہ راہِ حق کے فدائی کو مُردہ مت کہو وہ زندہ جاوید ہے۔ لیکن تم نہیں سمجھتے۔

مظفر شہید۔ جو شمع صاحبزادہ عبداللطیف شہید نے جلائی تھی۔ تُونے اپنے خون سے اُسے پھر لَو دی۔ اور یہ لَو بڑھتی رہے گی۔ فدایانِ حق اس شمع کو خُون مہیا کریں گے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس سے حقیقی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ یہی حقیقی زندگی ہے۔

اِسے جینا نہیں آیا جسے مرنا نہیں آیا۔

مرحوم کا تابوت ربوہ لائے جانے سے قبل چونڈہ لے جایا گیا۔ کہ وہاں شہید کی مفلوج ماں صاحب فراش تھی۔ وہاں بینائی سے محروم ماں اپنے لختِ جگر کے انتظار میں تھی۔ وہ بچّے کو ان آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ اس نے مظفّر شہید کے تابوت

کو ہاتھوں سے چھو کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا۔

مظفر! تُو ابدی زندگی پا گیا۔ تو سمارا احمدیت پر درخشندہ ستارہ کی مانند چمکے گا۔

لیکن

معصوم جان لینے والو! تشدّد کے پجاریو! تم کس راہ پر چل رہے ہو۔ تمہاری جزا تو اسی دنیا میں تمہیں مل گئی۔ تم اُس آگ میں خود بھسم ہو گئے جو تم نے جلائی تھی۔ حق و صداقت کی لہریں کب اس طرح دبی ہیں جو اَب دباؤ گے۔ حق کے فدائی ان ہتھیاروں سے کب خوف زدہ ہوتے ہیں۔ جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے وُہ اس کو نبھاتے رہیں گے۔ شرافت، صداقت کا جھنڈا بلند رہے گا۔ ایک ہاتھ کٹ جائے گا تو دوسرا اس کو تھام لے گا۔ دوسرا ہاتھ بھی کٹ گیا تو کٹے ہوئے ہاتھوں سے سینہ سے یہ جھنڈا چمٹا رکھیں گے۔ اور پھر اُسے تھامنے والا دوسرا ہاتھ بڑھے گا۔ قدم رُکیں گے نہیں آگے بڑھیں گے۔

تاریخِ عالم شاہد ہے کہ ظالم کا سر بلند نہیں ہوتا۔ وہ جو نفرت کی آگ جلاتا ہے۔ وہ آگ اس کو خود دھبر لیتی ہے۔ راہِ حق کا فدائی سرخرو ہوتا ہے۔ ظلم سہنے والے کا نام بلند ہوتا ہے۔

اَور

تاریخِ احمدیّت شاہد ہے کہ فرزندانِ احمدیت کو اگر موت نے للکارا تو موت کو دیکھ کر اُن کے قدم رُک نہیں گئے۔ وہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتے ہوئے مقتل کی جانب بڑھے۔

منظفر شہید! جس شمع کو تُو نے اپنے خون سے لَو دی ہے۔ ربّ کعبہ کی قسم! محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے خدا کی قسم! اُسے بُجھنے نہیں دیں گے۔ اُسے اپنے خون سے روشن رکھیں گے۔

جو دادِ تحسین تجھے تیرے آقا نے عطا کی۔ اُسے سُنکر تو ہر دردمند احمدیت کہتا ہے کاش تیری جگہ اسے یہ سعادت نصیب ہوتی، ظالم کی گولی اُس کی پُشت میں پیوست ہوتی۔ کاش اس تابوت میں اس کی لاش ہوتی۔ وہ الفاظ تاریخ احمدیّت میں ثبت ہو گئے۔ اور شہید مرحُوم کو ابدی زندگی اور دوام بخش گئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے یہ الفاظ جو بارہ اگست کے خطبہ جمعہ کے آخری الفاظ ہیں جو پیغام کی صورت ڈیٹرائیٹ امریکہ بھجوائے گئے۔ اس کا ایک ایک لفظ جانفزا اور زندگی بخش ہے۔

شہید مرحُوم کے باپ نے جب یہ الفاظ سُنے تو کہا۔ اَب تو آنسو خشک ہو گئے۔ اَب تو مجھے مسکرانا چاہیئے۔ منظفر! تیری زندگی تابندہ اور تیرے آقا کے یہ الفاظ تابندہ تر۔

حضور نے فرمایا :۔

”اے ڈیٹرائٹ اور امریکہ کے دوسرے شہروں میں بسنے والے احمدیو اور اے مشرق و مغرب میں آباد اسلام کے جانثارو! اس عارضی غم سے مضمحل نہیں ہونا کہ یہ اَن گنت خوشیوں کا پیش خیمہ بننے

والا ہے ۔ اس شہید کو مُردہ نہ کہیں بلکہ وہ زندہ ہے اور اس راستے سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹو۔ جس پر چلتے ہوئے وہ مردِ صادق بہت آگے بڑھ گیا۔ تمہارے قدم نہ ڈگمگائیں۔ تمہارے ارادے متزلزل نہ ہوں۔ دیکھو تم نے خُوب سوچ سمجھ کر اور کامل معرفت اور یقین کے ساتھ اپنے لئے راستی کی وہ راہ اختیار کی ہے جس پر صالحیت کی منزل کے بعد ایک شہادت کی منزل بھی آتی ہے۔ اسے خوف و ہراس کی منزل نہ بناؤ یہ تو ایک اعلیٰ اور ارفع انعام کی منزل ہے ۔ جس پر پہنچنے کے لئے لاکھوں ترستے ہوئے مر گئے ۔ اور لاکھوں ترستے رہیں گے۔ خالد بن ولید کا وہ وقت یاد کرو جب بسترِ مرگ پر روتے روتے اس کی ہچکی بندھ گئی۔ اور ایک عیادت کرنے والے نے تعجب سے پوچھا کہ اَے اللہ کی تلوار تُو جو میدانِ جہاد کی اُن کڑی اور مہیب منزلوں میں بے خوف اور بے نیام رہا۔ جہاں بڑے بڑے دلاوروں کے پتّے پانی ہوتے تھے۔ آج تو موت سے اتنا خوف زدہ کیوں ہے ۔ تجھے یہ بُزدلی زیب نہیں دیتی ۔ خالد نے اسے جواب دیا کہ نہیں نہیں خالد بن ولید موت سے خائف نہیں بلکہ اس غم سے نڈھال ہے کہ راہِ خدا میں شہادت کی سعادت نہ پا سکا۔ دیکھو یہ وہی خالد تھا جو ہر میدانِ جہاد میں یہ تمنا کر گیا کہ کاش میں بھی اُن خوش نصیبوں میں داخل ہو جاؤں جو اللہ کی راہ میں شہید کئے جاتے ہیں۔ یہ تمنّا لئے ہوئے وہ ہر خطرے کے بھنور میں کود پڑا اور ہر اس گھمبیر مقام پر پہنچا۔ جہاں سر تن سے جُدا کئے جا رہے تھے۔ اور گردنیں کاٹی جا رہی تھیں اور سینے برمائے جا رہے تھے اور اعضائے بدن کے ٹکڑے کئے جا رہے تھے لیکن ہر ایسے مقام سے وہ غازی بن کر لوٹا اور شہادت کا جام نہ پی سکا۔ پس بسترِ مرگ پر اس سوال کرنے والے کو خالد نے اپنے بدن کے وہ داغ دکھائے جو میدانِ جہاد میں کھائے جانے والے زخموں نے پیچھے چھوڑے تھے ۔ اپنے بدن سے کپڑا اٹھایا اور اپنا پیٹ دکھایا اور اپنی چھاتی دکھائی اور اپنے بازو ننگے کئے اور کندھوں کے جوڑ تک اپنے داغ داغ بدن کا ماجرا اس کے سامنے کھول کر رکھ دیا۔ اور کہا کہ دیکھو اور یہ دیکھو اور یہ دیکھو اور یہ دیکھو اور دیکھنے والے مجھے بتاؤ کہ کیا ایک انچ بھی ایسی جگہ تمہیں دکھائی دیتی ہے جہاں اللہ کی راہ میں خالد نے زخم نہ کھائے ہوں ۔ لیکن وائے حسرت اور وائے حسرت کہ خالد شہید نہ ہو سکا۔ یہ غم جو آج مجھے کھائے جا رہا ہے ان زخموں کے دُکھ سے کہیں زیادہ جاں سوز ہے جو شوقِ شہادت میں مَیں نے کھائے تھے۔

پس اَے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے دروازے سے راہِ سلوک میں داخل ہونے والو تمہاری زندگی کے سفر میں لازماً صالحیت سے بالاتر مقام بھی آئیں گے۔ خُوب یاد رکھو کہ یہ خوف و ہراس اور نقصان و زیاں کا راستہ نہیں بلکہ لامتناہی انعامات کا ایک پہاڑی راستہ ہے جس کے انعام کی ہر منزل پہلے سے بلند تر ہے۔ پس خوشی اور مسرت اور عزم اور یقین کے ساتھ آگے بڑھو۔

تبلیغ اسلام کی جو جوت میرے مولانے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزارہا احمدی سینوں میں یہ لَو جل رہی ہے۔ اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس کو بجھنے نہیں دینا۔ تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ مَیں خدائے ذوالجلال والاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم اس شمعِ نور کے امین بنے رہو گے۔ تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا۔

یہ لَو بلند تر ہوگی اور پھیلے گی اور سینہ بسینہ روشن ہوتی چلی جائے گی اور تمام رُوئے زمین کو گھیر لے گی۔ اور تمام تاریکیوں کو اُجالوں میں بدل دے گی۔

اَے احمدیّت کے بدخواہو! تمہارے نام بھی میرا ایک پیغام ہے۔ اے نگاہِ بد سے اس کو دیکھنے والو! سُنو کہ تم ہرگز اسے بجھانے میں کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ یہ ارفع چراغ وہ نہیں جو تمہاری سفلی پھونکوں سے بُجھایا جا سکے۔ جبر کی کوئی طاقت اس نُور کے شُعلے کو دَبا نہیں سکتی۔ چشمِ بصیرت سے دیکھو کہ مظفّر آج بھی زندہ ہے بلکہ پہلے سے کہیں بڑھ کر زندگی پا گیا۔ پس اَے مظفّر تجھ پر سلام کہ تیرے عقب میں لاکھوں مظفر آگے بڑھ کر تیری جگہ لینے کے لئے بے قرار ہیں۔ اور اَے مظفّر کے شعلہ حیات کو بُجھانے والو تم نے تو اسے ابدی زندگی کا جام پلا دیا۔ زندگی اس کے حصّہ میں آئی اور موت تمہارے مقدر میں لکھ دی گئی۔

مذہبی آزادی کا قرآنی تصوّر تو ایک بہت پاک اور اعلیٰ اور ارفع اور وسیع تصوّر ہے۔ اسے جبر و اکراہ کے مکروہ اور مجذوم تصوّر میں بدلنے والو اور اے مذہب کے پاک سرچشمہ سے پھوٹنے والی لازوال محبت کو نفرت اور عناد میں تبدیل کرنے والو۔

اَے ہر نُور کو نار میں اور ہر رحمت کو زحمت میں بدلنے کے خواہاں بدقسمت لوگو جو انسان کہلاتے ہو یاد رکھو کہ تمہاری ہر سفلی تدبیر خدائے برتر کی غالب تقدیر سے ٹکرا کر پارہ پارہ ہو جائے گی۔ تمہارے سب ناپاک ارادے خاک میں ملا دیئے جائیں گے اور ربّ اعلیٰ کے مقدّر کی چٹان سے ٹکرا ٹکرا کر اپنا سر ہی پھوڑ لو گے۔ تمہاری مخالفت کی ہر جھاگ اٹھاتی ہوئی لہر ساحل اسلام سے ٹکرا کر ناکام لوٹے گی اور بکھر جائیگی اور اسے پیش قدمی کی اجازت نہیں ملے گی۔

اَے اسلام کے مقابل پر اُٹھنے والی ظاہری اور مخفی۔ عیاں اور باطنی طاقتو! سنو کہ تمہارے مقدر میں ناکامی اور پھر ناکامی اور پھر ناکامی کے سوا کچھ نہیں۔ اور دیکھو کہ اسلام کے جاں نثار اور فدائی ہم وہ مردانِ حق ہیں جن کی سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔"

سیّدنا عُمر فاروقؓ کا ایک خُطبہ

رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کے بعد بالجہر مسنون دُعائیں پڑھیں تو رقت کا یہ عالم تھا کہ مسجد سسکیوں سے بھر گئی۔ آنسوؤں سے دل دُھل گئے۔ رقّتِ قلب اور خدا کی محبّت کے آنسوؤں کے بارہ میں آیا ہے کہ وہ آنکھ جو خدا کے خوف اور محبت سے روئی اسے جہنّم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک دوسری حدیث ہے کہ قیامت کے دن سات آدمیوں کو خدا کا سایہ میسّر ہوگا جس دن اور کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا۔ اُن میں سے ایک وہ آدمی ہے جس نے تنہائی میں خدا کا ذکر کیا اور اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔

اور پھر رمضان کے آخری روز جب درس القرآن کے بعد حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے دُعا کروائی تو ایک بار پھر آنکھوں میں آنسوؤں کے موتی چھلکے۔

خدا کے حضور رونا خدا کی ایک نعمت ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز ؎ بختِ گُم کردہ را بیابد باز

کہ جو کوئی بھی تیری درگاہ پہ عاجزی سے روتا ہے۔ وہ اپنے گمشدہ نصیب کو پھر پالیتا ہے۔

حضرت مولانا راجیکی کے صاحبزادے مصلح الدین راجیکی نے ایک بہت پیارا شعر کہا ہے ؎

سلیقہ نہیں تجھ کو رونے کا ورنہ ؎ بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی

ایک اور حدیث میں ہے۔ اللہ باحیا سخی ہے۔ اُسے شرم محسوس ہوتی ہے جب اس کا کوئی بندہ اس کے حضور ہاتھ بلند کرے۔ تو وہ اُسے خالی واپس لوٹائے۔ مذہب کی غرض خدا کو پانا اس کا عبد بننا ہے۔ اور جب اُس معبودِ حقیقی کا بندہ اُس کے حضور آنسوؤں کے موتی لے کر حاضر ہوتا ہے۔ آسمانی قدردان جوہری اس کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سے کسی نے پوچھا مولانا! آپ خوش بیان واعظ تھے۔ آپ نے حضرت مرزا صاحب سے کیا لیا۔ مولوی صاحب نے فی البدیہہ جواب دیا۔ ہاں میں واعظ تھا لوگوں کو رُلاتا تھا۔ لیکن خود رونا نہیں آتا تھا۔ مرزا صاحب کی بارگاہ میں پہنچا تو رونا آیا۔ ان کے آقا کا یہ ارشاد ہے۔ ؎

اپنا تو پیشہ ہے رونا پیشِ ربّ ذوالمنن

ہاں تو جمعۃ الوداع کے روز جب یہ ذوق عطا ہُوا۔ تو جہاں اپنے آقا کے لئے دُعا نکلی ؎

تجھ کو اس لُطف کی اللہ ہی جزا دے ساقی

وہاں سیّدنا عُمر فاروقؓ کے ایک خطبہ کے فقرے زبان پر آگئے۔ جو طبری اور کامل نے نقل کئے ہیں۔ اور میری نوک بر زبان ہیں۔ جی چاہتا تھا اُٹھ کر بلند آواز سے کہوں۔ آقا آپ نے راہ پر ڈال دیا ہے۔ سیّدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا:۔

اِنَّمَا مَثَلُ الْعَرَبِ كَمَثَلِ جَمَلٍ اَنِفٍ اتَّبَعَ قَائِدَهٗ فَلْيَنْظُرْ قَائِدُهٗ حَيْثُ يَقُوْدُهٗ وَاَمَّا اَنَا فَوَرَبِّ الْكَعْبَةِ لَاَ حْمِلَنَّكُمْ عَلَى الطَّرِيْقِ ۔

"کہ عربوں کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جس کے ناک میں نکیل ہو۔ وہ اپنے قائد کے پیچھے چلتا ہے۔ اس کی پیروی کرتا ہے۔ پس قائد کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ اونٹ کو کدھر لے جا رہا ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے۔ ربّ کعبہ کی قسم میں تمہیں صحیح راستہ پرلے جاؤں گا۔"

ہمارے آقا سیدنا طاہر تو ہماری نکیل تھامے ہیں۔ اللہ ان کی عمر اور کاموں میں برکت دے اور وہ ہمیں صحیح راہ پر گامزن رکھے ہیں۔

نماز باجماعت، حقوق العباد کی ادائیگی، لین دین کی صفائی، غرباء اور کمزور طبقہ کی خبر گیری، داعی الی اللہ بننے کی تاکید، صبر و شکر کی تلقین آپ جماعت کو کر رہے ہیں۔

یہی وہ صحیح راہ ہے۔ یہی مذہبی جماعتوں کا منزل ہے۔ اور قائد اپنے متبعین کو لے کر اس منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی حقیقی اتباع کی توفیق عطا فرماوے۔ اللہ تعالیٰ قائد کی تائید روح القدس سے فرمائے۔ آپ کے قدموں کو استحکام اور قوت عطا فرمائے کہ آپ نے لَاَحْمِلَنَّكُمْ عَلَى الطَّرِيْقِ کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ خدا آپ کی اس بارہ میں نصرت فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

چار ستارے ڈوب گئے

سماء احمدیت کے چار ستارے ڈوب گئے۔ یہ ہمارے چار کامیاب مبلغین کرام اس جہان کے اُفق سے غائب ہوئے اور اگلے جہان کے اُفق پر طلوع ہو گئے۔

مولانا عبدالمالک خانصاحب ناظر اصلاح وارشاد، مولانا چراغ دین خانصاحب جنہیں نوجوان مبلغین بابائے سرحد کے نام سے یاد کرتے تھے۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب دیال گڑھی اور مولانا ذینی دیلان انڈونیشیا کے پہلے تین مبلغین میں سے، ایک ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

یہ سب بزرگ کہنہ مشق کامیاب مبلغ تھے۔ جب کوئی پرانا مخلص بزرگ رخصت ہوتا ہے تو دل میں ایک ہوک اُٹھتی ہے اور اپنے آقا کا یہ فقرہ نہانخانہ دماغ سے اُبھر کر سامنے آتا ہے کہ "پہرہ بدل رہا ہے۔" احمدیت کے جانباز سپاہی جماعت کے قوی امین رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں ؎ کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی

مولانا عبدالمالک خانصاحب کے ساتھ کئی سفروں میں رفاقت نصیب ہوئی۔ عمر کے اس حصہ میں بھی انہیں انتھک اور تبلیغ کے شیدائی دیکھا۔ اس نیک مقصد کے لئے وہ اپنے آرام کو تج دیتے۔ حتیٰ کہ کئی بار مجھے احباب کو اُن کے آرام کے لئے توجہ دلانا پڑتی۔ وہ نظامِ خلافت کے فدائی۔ خوش مزاج اور خوش گفتار تھے۔ ان کے جنازے پر باوجود بارش کے جس طرح احباب جماعت پاکستان کے مختلف شہروں سے آئے اس سے یہ احساس ہُوا کہ یہ جماعت "شکور جماعت" ہے۔ وہ قدر دان ہے۔ مولانا صاحب کا اکلوتا بیٹا عزیز عبدالربّ امریکہ میں تھا وہ اپنے عظیم والد کا مُنہ بھی نہ دیکھ سکا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اعمار امّتی ما بین الستّین الی سبعین کہ میری امّت کی اوسط عمر ساٹھ سے ستّر سال ہے۔ وہ ستّر کی حد سے تجاوز کر چکے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں شہادت کے مرتبہ سے نوازا۔ ایک دوست نے بتلایا کہ انہوں نے کچھ عرصہ پہلے خواب دیکھا کہ مولانا پر کسی نے حملہ کیا ہے۔ خنجر کا وار کاری ہُوا۔ اُس نے مولانا سے مسجد مبارک میں خواب کا ذکر کیا تو مسکرائے اور فرمایا اگر شہادت نصیب ہو جائے تو اس سے بڑی کیا سعادت ہے۔

جانے والے تجھے یہ سعادت مبارک ہو تجھے مرتبۂ شہادت مبارک ہو

مولانا چراغ دین صاحب صوبہ سرحد سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اس وقت جامعہ کے سب فارغ التحصیل مبلّغین میں سے قدیم ترین مبلّغ تھے۔ مرنجان مرنج طبیعت پائی تھی۔ آواز سریلی تھی۔ قرآنِ پاک کی تلاوت فرماتے تو لُطف آجاتا۔ ہر ایک کے ہمدرد۔ ان کی وفات سے صوبہ سرحد میں ایک خلا محسوس ہوتا ہے۔ صوبہ سرحد کے دَورہ میں خاکسار نے احباب جماعت کو اُن کی توصیف میں رطب اللسان پایا۔ ع

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

مولانا محمد اسمٰعیل دیال گڑھی صاحب بھی ایک کامیاب مبلّغ تھے۔ زمانہ طالبعلمی میں آپ کی علمی قابلیت کا چرچا تھا۔ "خلیل احمد" آپ کی گرانقدر تصنیف ہے جو ایک معترض کے جواب میں لکھی۔ آپ کی تحریر بہت پختہ تھی۔ جس میں ادب کا رنگ نمایاں تھا۔ وہ ایک دلیر اور نڈر مبلّغ تھے۔ خاکسار کو آپ سے نیازمندانہ تعلق تھا۔ مجھے بھائی اور اپنا دوست سمجھتے۔ کبھی گھر پر بھی تشریف لے آتے۔ اپنے عزیز داماد کی شہادت کے صدمہ کو آپ نے جس حوصلہ اور صبر سے برداشت کیا وہ آپ کا ہی حصّہ ہے۔ مولانا ایک عرصہ سے صاحب فراش تھے۔ بیماری کا بڑی جرأت سے مقابلہ کیا۔ بالآخر داعی اجل کی آواز پہ لبیک کہتے ہوئے اپنے آسمانی آقا کے حضور حاضر ہو گئے۔ ے

تمہیں مُردہ کہوں کیونکر کہ تم زندوں میں زندہ ہو ٭ تمہاری نیکیاں زندہ، تمہاری خوبیاں باقی

مولانا ذینی دہلان۔ انڈونیشیا کے یہ مردِ مجاہد، عابد و زاہد عالم۔ قریباً ساٹھ سال تک اشاعتِ اسلام کا فریضہ ادا کر کے اپنے خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ انڈونیشیا سے تحصیلِ علم کے ارادہ سے لکھنؤ (بھارت) پہنچے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی اس بشارت سے حصّہ پایا۔ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَہَا رِضًی لِطَالِبِ الْعِلْمِ کہ فرشتے طالب علموں

کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ وہ وطن واپس لوٹے تو خدا کی رضاء سے دامن بھر کر لوٹے۔ اور جس نعمت اور آبِ حیات سے آپ نے حصّہ پایا تھا۔اس کے جام بھر بھر کر اہلِ وطن کو پلائے۔آج انڈونیشیا کے طول وعرض میں اُن کے یاد گار مینار مضبوط جماعتوں کی شکل میں قائم ہیں۔اور اَب اُن کا بچّہ اُن کی راہ پہ گامزن ہے۔اور وہ اپنے ربّ کے سایہ رحمت میں جاگزیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں ہوں ان پر کہ یہ اپنا حق اور فرض ادا کر کے منھم من قضیٰ نحبہ کے مصداق ہوئے۔ اے اللہ! ہماری دُعائیں اور سلام اُن کو پہنچا دیجئے۔

بہ آں گروہ کہ از ساغرِ وفا مستند ٭ سلامِ ما برسانید ہر کجا ہستند

اَور اَب آنے والی نسل، حاملین لوائے احمدیّت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عزیزو! پہرہ بدل رہا ہے، بگل بج رہا ہے، اٹھو اور پاک ہاتھوں سے اس جھنڈے کو تھامو! آپ کے اسلاف نے جو نقوش چھوڑے ہیں انہیں مدہم نہ ہونے دینا۔ان کے قدموں پر قدم رکھ کر منزلِ مقصود کی جانب بڑھو۔اگر سماء احمدیت کے کچھ ستارے غروب ہوئے ہیں۔تو آسمان کی سیج دھج میں فرق نہ آئے اس خلا کو پُر کرتے رہو تا آنکہ سحر طلوع ہو جائے۔ وذٰلک تقدیر العزیز العلیم۔

مُردہ کا احترام

حدیث کی کتاب مشکوٰۃ کی ورق گردانی کر رہا تھا کہ ایک حدیث کو پڑھ کر کچھ دیر کے لئے رُک گیا۔اس کی شرح دیکھی تو مزید سوچ میں ڈوب گیا۔اور اسلام کی پاکیزہ اور مقدس تعلیم کا دل و دماغ لُطف لینے لگا۔حدیث یہ ہے:-

”حضرت ابن عائذ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ایک شخص کے جنازہ کے لئے تشریف لائے۔جنازہ کی نماز کیلئے میّت کو رکھا گیا۔تو عمرؓ بن خطاب نے عرض کی۔یارسول اللہ یہ فاجر شخص ہے اس کا جنازہ نہ پڑھئے۔یہ سُنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔تم میں سے کسی شخص نے اس کو اسلام کا کوئی عمل کرتے دیکھا۔ایک شخص نے کہا ہاں یارسول اللہ ایک رات اس نے خدا کی خاطر پہرہ داری کی۔اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کا جنازہ پڑھایا اور قبر پر مٹی بھی ڈالی۔پھر فرمایا بعض لوگ سمجھتے ہیں یہ جہنّمی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ جنّتی ہے۔پھر حضرت عمر سے فرمایا۔عمر تجھ سے لوگوں کے اعمال کے بارہ میں نہیں پوچھا جائے گا۔تجھ سے صرف یہ پوچھا جائے گا کیا وہ دین فطرت پر تھا۔“ (مشکوٰۃ باب اعداد اٰلۃ الجہاد بحوالہ بیہقی)

طیبی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس لئے عمر کو کہا کہ عمر تیرے جیسے آدمی کو اس موقع پر یہ بات نہیں کہنی چاہیئے تھی۔مُردہ کے گناہوں کے ذکر کا یہ موقع نہ تھا۔اس کی اچھی باتوں کے تذکرہ کا یہ وقت تھا کہ ارشاد رسولؐ ہے۔

اذکروا موتٰکم بالخیر۔ کہ اپنے مُردوں کا اچھا ذکر ہی کرو۔

اللہ اللہ کیا پاکیزہ تعلیم ہے اسلام کی۔ کیا نصیحت فرمائی معلّم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک طرف یہ تعلیم دیکھئے۔ آپ کو اس کے آئینہ میں اسلام کا چمکتا ہُوا خوشنما چہرہ نظر آئے گا۔ اور دوسری طرف حاملینِ دینِ متین کی یہ اشتعال انگیزی کہ حسنِ صنفِ نازک کے سر سے دوپٹہ اُتر گیا ہے۔ جو بچے یتیم ہوگئے ہیں۔ اُن کے دل باپ کی میّت پر نوحہ کناں ہے۔ سارا گھر غم میں ڈوبا ہُوا ہے۔ اُن کے زخموں پر غمخواری کا پھایہ رکھنے کی بجائے۔ اُن کی نظروں کے سامنے قبر کو اکھیڑ کر لاش باہر نکال دی جائے ۔

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

خدارا دُنیا کو اسلام کی صحیح اور شفقت و رحمت کی تعلیم سے آشنا کیجئے۔ اپنی خواہشات کو خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات اور سُنن کے تابع کیجئے۔ تا دُنیا اس کی امن و سلامتی کی تعلیم کی گرویدہ ہو اور اس کے سایہ رحمت میں آجائے۔

امامِ وقت کی آواز پر لبیک کہنے والی بہن

اس شمارہ میں احمدیت کی ایک بیٹی کی منظوم پکار قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ اس بچّی نے حضور ایّدہ اللہ کے پردہ کی تحریک پر اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا ہے۔

عفت عورت کی گرانقدر متاع ہے۔ پردہ اس کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔ "تاریخ عالم میں متعدد مثالیں اس امر کی ملتی ہیں کہ زر و زن کے فساد کی وجہ سے سلطنتیں بدل گئیں۔ معاشرہ میں ایسا فساد آیا کہ خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ پردہ جسم کی تزئین کی خواہش کو روکتا ہے۔ وہ خود نمائی کے درمیان روک حائل کرتا ہے۔ وہ عورت کو یہ احساس دلاتا ہے کہ تو خاندان کا گوہر گرانمایہ ہے۔ دیکھنا گوہر کی آب و تاب کو گہنا نہ دینا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم مثالی عورت کی یہ تعریف فرماتے ہیں:۔

"نیک عورت جو اپنے خاوند کی اطاعت گزار ہو وہ اس کی امین ہے۔ لہٰذا امانت کی محافظ ہو۔"

الا أنبئكم بخير ما يكنز المرء المرأة الصالحة اذا امرها طاعته واذا غاب عنها حفظته.

اس میں عورت کو مَرد کی دولت کہہ کر اُس کے دو اوصاف کا ذکر کیا ہے۔ اطاعت اور عفت۔ ہماری بچیاں اسلامی شعار کی محافظ ہیں۔ وہ اپنے عمل سے ثابت کر دیں کہ اسلامی احکام کی پابندی ہماری بھلائی، بہتری اور ترقی کی ضامن ہے۔ خلیفۂ وقت نے احمدی بچیوں کو پردہ کی پابندی کی تلقین کی ہے۔ اُمید ہے کہ ہماری بچیاں ٹھیٹھ اسلامی تمدن کا نمونہ پیش کریں گی وہ پردہ کے اندر رہ کر علم و عمل کے میدان میں آگے بڑھتی ہوئی یہ ثابت کریں گی کہ پردہ عورت کی ترقی میں حائل نہیں ہوتا۔ ہاں یہ عورت کی رُوح کو جِلا دیتا ہے۔ یہ اس کی مذہبی و روحانی صلاحیتوں میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے۔

ہمارا سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کی آمد آمد ہے۔ تین تین دن آپ مرکز میں ایک رُوح پرور فضا میں بسر کریں گے۔ خلیفہ وقت کے ارشادات سے آپ کے دل و دماغ معطر ہوں گے۔ آپ نیک خواہشات لے کر آئیں گے۔ اور ایمان سے جھولیاں بھر کر واپس لوٹیں گے۔

آپ کی آمد سے گلستانِ احمد میں رونق آئے گی۔ اس چمن کی بہارسے آپ کی آنکھیں روشن ہوں گی۔ آیئے کہ آپ کی تنظیم آپ کو پکار رہی ہے۔ محبوب امام کی زیارت سے لُطف اندوز ہو جیئے۔ پاک صحبتوں سے مستفیض ہوں۔ ہر آنے والے اجتماع کی حاضری گذشتہ اجتماع سے بڑھ کر ہو۔ ہر مجلس کی اس میں نمائندگی ہو۔

یہ دُعاؤں کی قبولیت کا موقع ہے۔ یہ لمحات پاکیزہ صحبت سے مستفیض ہونے کے ضامن ہیں۔ ابھی سے تیاری کیجیئے۔ عزم کو پختہ کیجیئے اور جب وہ وقت آئے ابراہیمی طیور مائل پرواز ہو جائیں۔ اُن کے غول ربوہ کی پہاڑیوں کے دامن میں اُتر آئیں کہ یہ آپ کی زندگی کی علامت ہے۔

سلامت روی و باز آئی

بائیس ۲۲ اگست کو ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اعلائے کلمۃ اللہ و اشاعتِ دین کے لئے مرکز سے روانہ ہوئے۔ حفظہ اللہ فی حل و ترحال و ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

اللہ تعالیٰ حضور کے اس سفر کو ہر جہت سے بابرکت کرے۔ فرشتوں کے سایہ میں آپ رہیں۔ رحمت باری آپ کے جلو میں رہے۔ آپ کے افعال اور اقوال کو تائید ایزدی حاصل ہو۔ نئے میدانوں میں آپ اسلام کے بیج بو سکیں۔ ناقابل تسخیر بلند چوٹیوں پر لوائے اسلام لہرانے کی توفیق پائیں۔ اسلام کے لئے مزید دل آپ جیت سکیں۔ خداوند! آپ کا جانا مبارک ہو۔ اور مرکز میں واپس آنا مبارک ہو۔ حضور نے جانے سے پہلے احباب جماعت کو دو نصیحتیں فرمائیں۔

کسی قیمت پر اشتعال میں نہیں آنا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ہمیں نصیحت ہے۔ گالیاں سُن کر دُعا دیتی ہے۔ دُکھ دینے والوں کو آرام پہنچانا ہے کہ ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہی اسوہ ہے۔ اور تبلیغی جماعتوں کیلئے یہی بہتر اور انسب ہے۔

آپس میں متحد و متفق رہنا ہے کہ لڑائی جھگڑا جماعتی قوّت کو کمزور کرتا ہے۔ ہم سب کو چاہئیے کہ حضرت امیر المومنین کو سفر میں ہماری جانب سے اچھی خبریں جائیں۔ حضور کی آنکھ ہماری جانب سے ٹھنڈی رہے۔

اے ہمارے آسمانی آقا! حضور کی ہر لحظہ رُوح القدس سے تائید فرما۔ اُن کے اقوال و افعال میں برکت ڈال۔ اور ہمیں آپ کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین۔

سیرت صحابہ کرامؓ

صحابۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا جذبۂ تحصیلِ علم

مکرم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے یہ مقالہ اجتماع انصاراللہ مرکزیہ منعقدہ ۱۹۸۲ء میں پڑھا۔ (ادارہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ایک کام یہ بیان فرماتا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۔ (سورۃ جمعہ)

کہ آپ مؤمنین کو شریعت، اُس کے احکام کی حکمتیں اور دانائی کی باتیں سکھاتے ہیں جس سے اُنہیں ایک طرف علمِ شریعت اور احکامِ شریعت کی حکمتیں سمجھ میں آتی ہیں تو دوسری طرف اُن کی عقلیں استنباطِ مسائل اور اجتہاد میں تیز ہوتی جاتی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں اُن کے دلوں کو احکامِ خداوندی پر عمل کرنے کے لئے پُوری طرح انشراح نصیب ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ صرف خود علم حاصل کر کے فائدہ اٹھایا۔ بلکہ یہاں تک مقام حاصل کیا کہ آسمانِ ہدایت کے ستارے بن گئے۔ اور ساری دنیا کے لئے معلّم و ہادی قرار دیئے گئے۔ آپ کی اس قابلیّت اور علوِّ مرتبت کے متعلق خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا اور کیا ہی عمدہ سرٹیفکیٹ عطا کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں کہ

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ ۔

اے مسلمانو! میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جو تاریکی میں راہ دکھاتے ہیں۔ ان میں سے تم جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے اور گمراہی سے بچ نکلو گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی اس گواہی سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے خود علمِ دین سیکھا اور بڑے ذوق و شوق سے سیکھا۔ پھر اُس پر عمل کیا اور خُوب عمل کیا اور اتنا بلند مقام حاصل کیا کہ دوسروں کے لئے مُربی و مُعلّم اور ہادی و راہنما بن گئے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ آمین۔

قبل اس کے کہ مَیں صحابہ کرامؓ کی اُن مساعی اور جدوجہد کا ذکر کروں۔ جو انہوں نے حصولِ علم کے لئے کیں۔ ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی رُو سے علمِ حقیقی صرف وہ علم ہے جس سے خشیت اللہ پیدا ہو۔ اور عالمِ خدا کا متقی عبد بن جاوے۔ کیونکہ تخلیقِ بشر کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ عبد الٰہی بنے۔ پس جو علم دینی ہو یا دنیوی۔ اُسے خدا سے دُور لے جاتا ہے تو وہ علم نہیں جہالت ہے۔ تاریخ نے عہدِ اسلام سے قبل کے زمانہ کو اسی وجہ سے عہدِ جاہلیّت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ ط (فاطر آیت: ۲۹)

کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف عُلَمَاء اُس سے ڈرتے ہیں۔

یعنی عالم وہی ہے جو اپنے اندر خشیتُ اللہ رکھتا ہے ورنہ وہ جاہل ہے۔

احادیث سے معلوم ہوتا کہ مسلمان عورتوں کو بھی اس قدر حصولِ علم کا شوق تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ازواجِ مطہرات رضؓ کی خدمت میں آتیں اور بلا جھجک و بے مُحابا مسائلِ دین دریافت کرتیں اور کبھی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے بلا واسطہ بھی پوچھ لیتیں۔ اور کبھی امّہات المومنین رضی اللہ عنھنّ کی وساطت سے مسائلِ دین سیکھتی تھیں۔

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپ نے مسجد میں اعلان فرمایا کہ اَے لوگو! عورتوں کے حقّ مہر میں غلوّ نہ کرو۔ بلکہ حقّ مہر کی ایک حد مقرر فرمادی۔ جب آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو ایک انصاری عورت نے آپ سے کہا اے عمر اَللّٰہُ یُعْطِیْنَا وَاَنْتَ تَمْنَعُ ؟ اللہ تعالیٰ تو ہمیں دیتا ہے اور آپ روکتے ہیں اور اپنی تائید میں سُورۃ نِساء کی یہ آیت پڑھ دی۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّکَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ
قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْہُ شَیْئًا ط

اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم اُن میں سے ایک کو ایک ڈھیر مال دے چکے ہو تو بھی اُس مال سے کچھ واپس نہ لو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ کی عورتیں تو عُمر سے بھی زیادہ فقیہہ ہیں اور اپنا یہ فتویٰ واپس لے لیا۔

آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد تو حضرت عائشہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا گھر درس و تدریس کا مرکز بن گیا تھا جس سے نہ صرف مسلمان عورتیں بلکہ بعض اوقات مَرد بھی مستفیض ہوتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ صحابہ کرامؓ کے سامنے جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا تو حضرت عائشہ اس کو حل کر دیتی تھیں۔ آپ کے شاگردوں میں آپ کے بھتیجے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ اور آپ کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بڑے متقی، عالم اور فقیہہ تھے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت قاسم رضؓ اِس اُمّت کے فقیہہ ہیں۔ (صحیح بخاری)

اصحابُ الصُّفّہ رضی اللہ عنہم نہایت غریب اور نادار لوگ تھے۔ دن کے وقت جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اور باہر سے شہر میں پانی بھر کر لاتے اور اس طرح اپنی قُوت لایمُوت کا انتظام کرتے اور رات کو پڑھتے اور عبادت کرتے تھے۔ ان میں سر فہرست حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر آتا ہے۔ آپ ساتویں سالِ ہجری میں مدینہ اسلام لائے اور اپنے آپ کو ایک بے نوا فقیر کی طرح حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے قدموں میں ڈال دیا اور سایہ کی طرح ہر وقت آپؐ کے ساتھ رہتے۔ کئی کئی دن فاقوں کی وجہ سے پیٹھ پر پتھر باندھ کر مسجد میں ہی پڑے رہتے۔ مبادا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لاکر کوئی ارشاد فرمائیں اور وہ اس کے سُننے سے محروم رہ جاویں۔ حصولِ علم کے اسی شوق کا نتیجہ تھا کہ

آپ کی روایت احادیث کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) ہے۔ اور آپ کے آٹھ سو شاگرد تھے۔ علمِ تعبیر کے استاد حضرت ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے شاگرد تھے۔

بیرِ مَعُونہ کی جنگ میں ستّر حفّاظِ قرآن شہید ہوئے۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ دن کے وقت جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اپنی گذر اوقات کرتے اور رات کا اکثر حصّہ حفظِ قرآن اور عبادتِ الٰہی میں گزارتے تھے۔ صرف ایک جنگ میں شہید ہونے والے حفّاظِ قرآن کی اس تعداد سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو حصولِ علمِ دین کا شوق کس قدر تھا۔ اور عبادتِ الٰہی میں کتنی لگن تھی۔ وہ صرف مسجد کے مُلّاں نہ تھے بلکہ اسلام کے بہادر سپاہی بھی تھے۔ ایک دفعہ حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کسی خاص غرض کے تحت حفّاظ کی مردم شماری کروائی تو معلوم ہوا کہ فوج کے ایک دستہ میں تین سو سے زائد حفّاظ تھے۔

حضرت زیدؓ بن ثابت رضی اللہ عنہ نہایت ذکی اور فہیم تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میرے پاس بعض خطوط سُریانی اور عبرانی میں آئے ہیں جن کا اظہار کسی پر مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اور یہ زبانیں سوائے یہود کے کوئی نہیں جانتا۔ بہتر ہے کہ تم یہ زبان سیکھ لو۔ چنانچہ آپ سیکھنے لگے اور اس قدر شوق اور محنت سے کام لیا کہ پندرہ روز میں خطوط پڑھنے لگے اور ان کا جواب لکھنے پر قادر ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو قرآنِ کریم جمع کرنے کے کام کا انچارج مقرر فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔ علومِ جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے جب محض دینی خدمت کی نیّت سے ہو۔ اور کسی اہلِ دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مرد کی صُحبت سے فائدہ اٹھایا جاوے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۶۹)

صحابہ کرامؓ میں حُصولِ عِلم کا شوق اِس قدر تھا کہ جو صحابہ کسی وجہ سے مدینہ سے کسی قدر فاصلہ پر اقامت رکھتے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے دربار میں حاضری کے لئے آپس میں باری مقرر کر لیتے تھے۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے متعلّق لکھا ہے کہ ایک روز خود حضورؐ کے دربار میں حاضر ہوتے۔ اور دوسرے روز اپنے پڑوسی حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تا کسی روز بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات سُننے سے محروم نہ رہیں۔ آپ واپس آکر اس روز کی بات پڑوسی کو سُناتے اور دوسرے روز اُن سے خود سُنتے۔ (بخاری کتاب العلم)

مدینہ سے باہر رہنے والے مسلمان قبائل اپنے میں سے بعض کو دربارِ نبویؐ میں بھیجتے جو کچھ عرصہ حاضر رہ کر تعلیم حاصل کرتے اور پھر واپس جا کر اپنے قبیلہ کو سکھاتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حصولِ علم کے اسی شوق کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنے والی نسلوں کے لئے ہدایت کے ستارے بن

گئے۔ دین سکھلایا۔ سیاست سکھلائی، تمدّن معاشرت کے اصول بتلائے۔ عدل و انصاف قائم کیا جس سے انسانیت کو حقیقی سکون نصیب ہُوا۔

مدینہ میں حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضؓ، حضرت ابو ہریرہ رضؓ، حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ، حضرت ابو سعید خدری رضؓ، حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ اور آپ کے صاحبزادے حضرت سالم رضؓ اور آپ کے غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ کے حلقاتِ درس و تدریس تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں چند صحابہ کرام کو اسلامی سلطنت کے دوسرے صوبوں میں تعلیم و تربیت کی غرض سے متعیّن فرمایا تھا۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کو کوفہ مُعلّم اور وزیر بنا کر بھیجا اور لکھا وَقَدْ آثَرْتُكُمْ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَلٰى نَفْسِىْ۔ میں نے عبداللہ بن مسعود کو تمہارے پاس بھیج کر بڑا ایثار کیا ہے۔ بصرہ کے لئے حضرت عِمران بن حُصَین رضؓ اور حضرت انس بن مالک رضؓ کو بھیجا۔ حمص میں حضرت معاذ بن جَبَل رضؓ کو متعیّن فرمایا۔ دمشق کے لئے حضرت ابوالدرداء رضؓ کو بھیجا۔ آپ حافظ قرآن تھے۔ آپ کے پیچھے اس قدر طلبا چلتے تھے کہ شاہی سواری کا گمان ہوتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قیام مکّہ میں تھا۔ آپ مفسّر قرآن تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ آپ مناسکِ حج کے سب سے بڑے عالِم تھے حُجّاجِ بیت اللہ آپ سے مستفیض ہوتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنی آخری عمر میں مصر میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ ان بزرگوں کے فیضِ تعلیم و تربیّت سے یہ تمام متعلقات حدیث و روایت کا مخزن بن گئے۔

مخلصینِ جماعتِ احمدیّہ سے درخواست ہے کہ وہ دینی علوم کی طرف خاص توجہ دیں۔ خود شوق سے علم حاصل کریں اور اپنی اولادوں کو دینی تعلیم دلائیں وہ وقت جلد آنے والا ہے جب قومیں دین سیکھنے کے لئے جوق در جوق آپ کو تلاش کریں گی۔ خدا کرے کہ اُس وقت ہم اس فرض کو باحسن طور ادا کرنے والے ہوں۔

آخر میں حضرت مُصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دُعائیہ اشعار پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں:۔

پانی کر دے عُلومِ قرآں کو ٭ گاؤں گاؤں میں ایک رازی بخش
مُبتِ مغرب ہے ناز پہ مائل ٭ اپنے بندوں کو بے نیازی بخش
جھوٹ کو چاروں شانے چت کر دیں ٭ مومنوں کو وہ راستبازی بخش
کُفر کی چیرہ دستیوں کو مٹا ٭ دستِ اسلام کو درازی بخش
سیّد الانبیاء کی اُمّت کو ٭ جو ہوں غازی بھی وہ نمازی بخش

اَللّٰھُمَّ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ایک مکتوب

حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب ساکن حاجی پورہ کے نام

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب مؤلف اصحاب احمد۔ قادیان

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے مکتوبات ایک انمول خزانہ ہیں جو حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضؓ مؤسس و مدیر اخبار الحکم نے اپنے مؤقر اخبار میں اور اپنے مرتبہ مکتوباتِ احمدیہ کی کئی جلدوں میں جمع کر کے ہم پر احسانِ عظیم فرمایا فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اِن مکتوبات سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سیرتِ طیّبہ کے بہت سے گوشے اُجاگر ہوتے ہیں۔ ایک الگ مبسوط مضمون اس بارے میں ہدیۂ قارئینِ کرام کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲)

مضمون ہذا میں حضرت اقدسؑ کا ایک مکتوب تحریر کردہ بنام حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب ساکن حاجی پورہ پیش کیا جاتا ہے جس سے حضور کے خُلقِ عظیم کا یہ پہلو سامنے آتا ہے کہ آپ کسی کی دل شکنی سے حتّٰی الامکان احتراز فرماتے تھے۔

یہ مکتوب حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضؓ کے مرتبہ مکتوباتِ احمدیہ میں نقل ہوا ہے اور اس کا عکس الحکم میں موجود ہے اور خاکسار مؤلف اصحاب احمد کو بھی اس کا عکس بھجوایا گیا تھا۔

ہر سہ مقامات پر یہ مکتوب غیر مکمل صورت میں ہے۔ جس کی تکمیل اس مضمون میں مع دلائل کی گئی ہے۔

مکتوب۔　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہٗ ونصلّی

محبّی عزیزی اخویم منشی حبیب الرحمٰن صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جُوتا جو آپ نے بھیجا نہایت عمدہ تھا۔ صرف اس قدر فرق تھا کہ وہ کچھ مردانہ قطع تھی۔ دوسرے جیسا کہ زنانہ جوتیاں ہُوا کرتی تھیں۔ نازک ..... کا حصّہ

اُنچان کم ہے۔ اور بقدر ایک جَو اس پہلی جُوتی کے چھوٹی ہے۔ اور اس لئے ....

والسلام۔ خاکسار

غلام احمد از قادیان ۱۹؍ اکتوبر ۱۸۹۶ء[1]

حضرت منشی صاحب نے اپنے بیٹے شیخ عبدالرحمٰن صاحب کو بتایا تھا کہ حضرت امّاں جان کے لئے ایک جوڑا جوتا بھجوانے پر حضرت اقدسؑ نے مجھے یہ مکتوب رقم فرمایا تھا۔

حضرت عرفانی صاحبؓ اس مکتوب کو درج کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :-

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عموماً لودہانہ کا بنا ہوا نرم نری کا سُرخ رنگ کا جُوتا پہنا کرتے تھے اور منشی حبیب الرحمٰن مرحوم کی یہ عادت تھی کہ وہ عموماً لودہانہ سے جُوتا بنوا کر پیش کرتے تھے۔ ان کے گاؤں میں دیمک کی کثرت تھی۔ اکثر کاغذات اور کتب ان کے تباہ ہو گئے۔ یہ خط بھی ایک دوجگہ سے صاف نہیں پڑھا جاتا۔ البتہ یہ سمجھ میں آتا تھا کہ اس مرتبہ جو جُوتا آپ نے پیش کیا۔ اس میں بعض نقائص رہ گئے۔ تاہم حضور نے اوّلاً اس کی خوبی اور عمدگی کو بیان کیا تاکہ جس اخلاص اور محبت سے تیار کرا کر انہوں نے بھیجا تھا اس کو ٹھیس نہ لگے اور اس میں جو واقعی نقص رہ گیا تھا وہ اس وجہ سے کہ اصل غرض پوری نہ ہو سکتی تھی۔ اس کا بھی ذکر فرما دیا۔"

(۳)

حضرت منشی صاحب کے حالاتِ زندگی آپ کے فرزند منشی کنظیم الرحمٰن صاحب کی طرف سے (مطابق الحکم ستمبر ۱۹۳۵ء صفحہ ۶) جون ۱۹۳۵ء میں مرتب کئے گئے تھے۔ مکتوب بالا کا عکس الحکم کے پرچہ ۷؍ اگست میں (صفحہ ۸ پر) ان حالات میں درج ہُوا ہے۔ حالاتِ زندگی کے اس مضمون کی خاطر یہ عکس اتارا گیا ہوگا۔ منشی صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے کارکن تھے اور قادیان میں قیام رکھتے تھے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ الحکم کے کاتب یا کسی اور کاتب سے یہ عکس تیار کرایا گیا ہوگا۔

منشی صاحبؓ نے اپنی وفات سے جو بتاریخ ۲۵؍ مارچ ۱۹۷۱ء کو واقع ہوئی کچھ عرصہ قبل خاکسار مؤلف اصحاب احمد کو اپنے قلم سے الحکم میں ان مرتبہ حالات کی جملہ اقساط نقل کرکے بھجواتے ہوئے اس مکتوب کا عکس بھی بھجوایا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا تھا کہ

"صاف طور پر عکس نہیں آسکا۔ سیاہی اُڑی ہوئی ہے۔ کنظیم الرحمٰن"

اس سے ظاہر ہے کہ یہ عکس نقل حالات بھجواتے ہوئے منشی صاحب نے اصل مکتوب سے تیار کیا تھا۔ دونوں عکسوں کے مطالعہ سے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ الحکم والا عکس کسی ماہر کاتب کا تیار کردہ ہے اور منشی صاحب والے عکس میں ماہرِ فن کی سی پختگی نہیں۔

---

[1] مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم حصہ پنجم (مکتوب نمبر ۱۴)

اور بعض جگہ ان کے خیال کا اثر بھی ظاہر ہوا ہے۔ عکس اتارنے میں بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے۔

(۱۴)

الحکم والے عکس کا چربہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

۱۱ / اکتوبر ۹۶ء حضرت

منشی حبیب الرحمان

محبی عزیزی اخویم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جوتا جو آپ نے بھیجا تھا بہت عمدہ تھا صرف اس قدر فرق تھا کہ وہ کچھ مردانہ قطع تھی دوسری جوتی ہو کہ جیسا کہ زنانہ جوتیاں ہوا کرتی ہیں نازک، کاٹھ انچاس کا ہو اور بقدر ایک جو اس پہلی جوتی سے چھوٹی ہو باقی سب اچھا اور ایسا ہی بنت ہو مرزا

والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان

بمقام حاجی پورہ تحصیل و تھانہ پھگواڑہ ریاست کپور تھلہ

بخدمت اخویم عزیزی منشی حبیب الرحمان صاحب

منشی صاحب والے عکس کا چربہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

۱۱ / اکتوبر ۹۶ء حضرت سلمہ

منشی حبیب الرحمان

محبی عزیزی اخویم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جوتا جو آپ نے بھیجا تھا بہت عمدہ تھا صرف اس قدر فرق تھا کہ وہ کچھ مردانہ قطع تھی دوسری جوتی بھیجا کہ جیسا کہ زنانہ جوتیاں ہوا کرتی ہیں نازک، کاٹھے انچاس کا ہو اور بقدر ایک جو اس پہلی جوتی سے چھوٹی ہو باقی سب اچھا ہے۔ مرزا

والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان

بمقام حاجی پورہ تحصیل و تھانہ پھگواڑہ ریاست کپور تھلہ

بخدمت محبی عزیزی اخویم منشی حبیب الرحمان صاحب

(۵)

مکتوب ہذا کا تقابلی جائزہ

یہ مکتوب تینوں مقامات پر مکمّل درج نہیں۔ کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے یا مرورِ زمانہ سے سیاہی اُڑ جانے سے۔ یہاں ہر سہ کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے اور اس کی تکمیل کی کوشش کی جاتی ہے۔ وباللہ التوفیق۔

اس جائزہ کے پیش کرنے سے پہلے یہ بیان کرنا ازبس ضروری ہے کہ مکتوباتِ احمدیہ میں شائع شدہ عبارت کے جو متعدد سہو سامنے آئے ہیں۔ وہ حضرت عرفانی صاحبؓ جیسے مشّاق منشی سے ممکن نہ تھے جنہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی سینکڑوں تحریرات اور سینکڑوں مکتوبات حضور کے عہدِ مبارک میں بھی اور بعد میں بھی مطالعہ کئے تھے۔ اور وہ حضور کے طرزِ تحریر سے بخوبی واقف تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مکتوباتِ احمدیہ کی یہ جلد جو ۱۹۴۳ء میں شائع ہوئی اس میں اندراج کے لئے نقلِ مکتوب کسی ناآشنا یا پوری توجہ نہ دے سکنے والے فرد کی طرف سے آپ کو حاصل ہوئی ہوگی۔ اور اس وقت آپ کو چند سال پہلے الحکم ہی میں شائع شدہ اس کے عکس کو دیکھنے کا موقع میسّر نہ آیا ہوگا۔

(۶)

جائزہ

۱۔ دونوں عکسوں سے ظاہر ہے کہ تاریخ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بائیں طرف تحریر شدہ سہواً مکتوباتِ احمدیہ میں مکتوب کے آخر پر درج ہوئی ہے۔

۲۔ دونوں عکسوں میں تاریخ "۱۲؍ اکتوبر ۹۲ء" ہے۔ "۱۹؍ اکتوبر ۹۲ء" کا بھی اشتباہ ہوتا ہے جبکہ مکتوباتِ احمدیہ میں ۱۹؍ اکتوبر ۱۸۹۶ء درج ہوئی ہے یعنی "۲" ایسا نظر آتا ہے کہ "۹" کا اشتباہ ہوتا ہے کہ شاید کچھ حصہ روشنائی کا "۹" کا اُڑ چکا ہوگا۔

خاکسار مؤلف اصحاب احمدؐ کو حضرت اقدس علیہ السلام کے بعض مکتوبات کے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ جن میں بوجہ قدیم پختہ طرزِ تحریر کے مثلاً "۹۲" کے بائیں طرف "۱۸" بھی پڑھا جاسکتا ہے اور "۶" بھی۔ لیکن یہاں دونوں اعداد میں فاصلہ ہے اس لئے یہ "۶" ہی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی "۹۲ء"۔ چنانچہ منشی صاحب نے اصل مکتوب سے عکس تیار کرتے وقت اسے "۹۲ء" ہی پڑھا اور اسے انہوں نے واضح طور پر یہی بنا دیا۔

۳۔ دونوں عکسوں میں "سلّمہ" موجود ہے جو مکتوباتِ احمدیہ میں درج ہونے سے رہ گیا ہے۔

۴۔ دونوں عکسوں میں "بھیجا تھا بہت عمدہ تھا" صاف پڑھا جاتا ہے۔ لیکن مکتوباتِ احمدیہ میں پہلا "تھا" درج

نہیں ہوسکا۔

۵۔ دونوں عکسوں میں یہ الفاظ صاف پڑھے جاتے ہیں۔ " دوسرے جُوتی ہیں کہ جیسا کہ زنانہ جوتیاں ہُوا کرتی ہیں" لیکن " جوتی ہیں کہ" کے الفاظ مکتوباتِ احمدیہ میں درج نہیں ہوسکے۔

۶۔ مکتوباتِ احمدیہ میں " نازک .... کا حصّہ اُنچان کم ہے" کے الفاظ ہیں۔ گویا لفظ "نازک" کے بعد نقطے دیئے گئے ہیں۔ دونوں عکسوں میں یہ لفظ اس سطر کے آخر پر ہے۔ الحکمؔ کے عکس میں ایک اُڑے ہوئے لفظ کا بقیہ موجود ہے۔ نمبر ۶ والے الفاظ سمیت ربطِ کلام سے ساری عبارت یہ بنتی ہے:۔

" دوسرے جُوتی ہیں کہ جیسا کہ زنانہ جوتیاں ہُوا کرتی ہیں نازک نہ تھی۔"

۷۔ اس عبارت کے بعد منشی صاحب والے عکس میں " کا حصّے انچان کم ہے۔" کے الفاظ پڑھنے میں آتے ہیں۔ اردو گرامر کے لحاظ سے " کا حصّے" غلط ہے جو " کے حصّے" یا " کا حصّہ" ہونا چاہیئے۔ لفظ " کا" دونوں عکسوں میں صاف پڑھا جاتا ہے۔ مکتوباتِ احمدیّہ میں " کا" کی وجہ سے آگے لفظ " حصّہ" درج کیا گیا معلوم ہوتا ہے۔

لفظ " حصّے" منشی صاحب والے عکس میں واضح طور پر کر دیا گیا ہے حالانکہ اس سے بہت پہلے بلسٹرکئے الحکم والے عکس میں وہ ایک قلمزن کردہ لفظ ہے جو روشنائی کا دھبّہ بن گیا ہے اور یہ دھبہ صاف دکھائی دیتا ہے۔

" کا" سے پہلے ایک اڑے ہوئے لفظ کا بقیہ دونوں عکسوں میں موجود ہے۔ سو دھبّہ کو دھبّہ سمجھ کر ربطِ کلام سے یہ عبارت یوں بنتی ہے " اس کا اُنچان کم ہے۔"

۸۔ اس کے بعد مکتوباتِ احمدیّہ میں " اور بقدر ایک جَو اس پہلی جُوتی کے چھوٹی ہے۔" کے الفاظ ہیں۔ الحکمؔ والے عکس میں لفظ " جُوتی" مکمل نہیں لیکن " جُوتی" پڑھا جاتا ہے۔ منشی صاحب والے عکس میں اسے صاف طور پر " جوتی" درج کر دیا گیا ہے۔ لفظ " جُوتی" سطر کے آخر پر ہے۔ جس کے بعد کی سطر کی ابتداء میں ایک لفظ کی جگہ خالی ہے۔ جو ربطِ کلام کے مطابق " سے" یا " کے" ہونا چاہیئے۔ منشی صاحب نے معلوم ہوتا ہے کہ ربطِ کلام کے مطابق عکس میں " سے" لفظ " جوتی" کے اوپر درج کر دیا ہے۔ حالانکہ اس کی جگہ نئی سطر کی ابتدا میں خالی موجود ہے۔

۹۔ عبارتِ مذکورہ بالا بعد کے الفاظ سمیت منشی صاحب والے عکس میں یوں ہے " اور بقدر ایک ایک جَو اس پہلی جُوتی سے چھوٹی ہے۔ جاتی ہے۔"

الحکمؔ والے عکس میں " جاتی ہے" کی بجائے الفاظ " باقی ہے" موجود ہیں۔ لیکن قلمزن کیا جانے کے باوجود صاف پڑھے جاتے ہیں۔ یہ الفاظ عبارت سے ربط نہیں رکھتے۔ دراصل یہ قلمزن شدہ ہی ہیں۔

۱۰۔ منشی صاحب والے عکس میں مزید عبارت یہ ہے " اور اس ناپ ہی تھا۔" " اس" اور " ناپ" کے درمیان کچھ جگہ خالی ہے۔ گویا کوئی لفظ اُڑ چکا ہے۔ الحکمؔ کا عکس جو پہلے کا ہے۔ اس میں یہ لفظ " کا" موجود ہے۔ جو معلوم ہوتا ہے کہ

منشی صاحب کے عکس لینے کے وقت تک اُڑ چکا ہو گا۔ لیکن اس کا بقیہ یعنی کش " اس" کے "س" کے اوپر موجود ہے۔

الحکم کے عکس کے الفاظ " اس کا ناپ ہی تھا " در اصل " اس کا ناپ وہی تھا " ہیں۔ اس عکس میں " نات" ہے گویا نیچے لکھا ہوا نقطہ " پ " کے تین نقطوں میں سے ایک ہے۔ دو اُڑ چکے ہیں۔ اور " پ " کے اوپر جو چھوٹی سی لکیر ہے وہ لفظ " وہی " کے " و " کا بقیہ معلوم ہوتا ہے۔

(۷)

تکمیل شُدہ مکتوب

تفصیل بالا کے مطابق کوئی نصف درجن اغلاط کی تصحیح کی گئی ہے۔ تکمیل کردہ مکتوب کو ذیل میں درج کرتے ہوئے مکتوباتِ احمدیہ میں جو تیرہ الفاظ چھوٹ گئے تھے۔ خطوط وحدانی میں اٹھائے گئے ہیں۔ اور عکسوں میں موجود حضرت منشی صاحب کا ایڈریس بھی درج کر دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مُحبّی عزیزی اخویم منشی حبیب الرحمٰن صاحب (سلّمہٗ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جُوتا جو آپ نے بھیجا (تھا) بہت عمدہ تھا۔ صرف اس قدر فرق تھا کہ وہ کچھ مردانہ قطعی تھی۔ دوسرے (جُوتی ہی کہ) جیسا کہ زنانہ جوتیاں ہُوا کرتی ہیں۔ نازک (نہ تھی اس کا) انچان کم ہے۔ اور بقدر ایک (ایک) جَو اس پہلی جُوتی کے چھوٹی ہے۔ اور اس کا (ناپ وہی تھا) والسلام۔ خاکسار

غلام احمد از قادیان

بمقام حاجی پورہ تحصیل و تھانہ پھگواڑہ ریاست کپورتھلہ

بخدمت محبّی عزیزی اخویم منشی حبیب الرحمٰن صاحب

انصار اللہ احباب اپنے مرکزی سالانہ اجتماع میں شریک ہو کر رُوحانی فیض، رحمتوں اور برکتوں سے اپنی جھولیاں بھر لیں۔ (صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

سوال وجواب

اخبار جنگ چھ اگست ۱۹۸۳ء میں " دینی مسائل اور ان کا حل " کے عنوان کے تحت پنڈی بھٹیاں کے محمد بشیر صاحب زاہد نے مندرجہ ذیل تین سوال کئے۔ جس کا جواب مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے دیا۔

۱۔ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبیّ بعدی۔ کیا یہ قول حدیث کی صحیح کتابوں میں موجود ہے۔ اور حضرت عائشہؓ نے ایسا کیوں فرمایا ؟

۲۔ کیا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم نے ایسا کہا ہے کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ ہوتا تو وہ میرے بعد نبی ہوتا۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے ؟ اور کیا قرآن شریف میں یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمانوں پر اُٹھا لیا گیا ہے۔

جواب میں مولانا لکھتے ہیں :۔

" منثور میں حضرت عائشہ صدیقی (یہ غالباً کاتب کی غلطی ہے مراد صدیقہ ہے) رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد مبارک ہے۔ قولوا خاتم النبیین و لا تقولوا لا نبیّ بعدہ۔ اور ساتھ ہی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری مُراد اس سے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چونکہ آپ کے دَور میں قیامت کے قریب تشریف لانا ہے لیکن اسے یہ نہ سمجھ لو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی نبی نئی نبوّت لے کر نہیں آئے گا۔ پہلے والا اگر کوئی آجائے تو یہ آیت میثاق کی تائید ہوگی۔ ختمِ نبوّت کی مخالفت نہیں ہوگی "۔ (جنگ ۶ راگست ۱۹۸۳ء ص۵ دینی مسائل اور ان کا حل)

ہم ممنون ہیں کہ مجیب نے تین سوالوں میں سے ایک کا جواب تو دیا۔ منثورہ سے مراد مولانا کی تفسیر دُرِّ منثور ہے جو علامہ جلال الدین سیوطی کی تفسیر ہے اور چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی پانچویں جلد میں آیت خاتم النبیین کی شرح میں علامہ نے یہ لکھا ہے :۔

وَ اَخْرَجَ ابنُ اَبِی شَیْبَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قُوْلُوْا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَاَخْرَجَ ابْن ابی شَیْبَۃَ عَنْ الشَّعبِیّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَجلٌ عِندَ الْمُغِیْرۃ بنِ شُعْبَۃَ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدٌ خاتَمُ الْاَنْبِیَاء لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ فَقَالَ المغیرۃ بنَ

حَسْبُكَ . إِذْ قُلْتَ خَاتَمُ الْاَنبِيَاءِ فَاِنَّا كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَارِجٌ فَاِنْ هُوَ خَرَجَ فَقَدْ كَانَ قَبْلَهٗ وَبَعْدَهٗ واخرج ابن الانباري فِي المصاحِفِ عَنْ ابي عَبْدِ الرَّحمٰنِ السُّلَمِيّ قال كُنْتُ اَقرئُ الحَسَنَ وَالحُسَيْنَ فَمَرَّ بِي عَلِيُّ بْنُ ابي طالب رضي الله عنهُ وَانَا اقرئُهما فَقَالَ لِي اِقرئهما خَاتَمَ النَّبِيِّينَ بِفتح التاء . (درّ منثور جلد ۵ ص ۲۰۴)

کہ ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخریج کی ہے۔ آپ نے فرمایا خاتم النبیین تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور ابن ابی شیبہ نے حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے تخریج کی کہ ایک آدمی نے مغیرہ بن شعبہ کے پاس کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم محمد خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نہیں تو مغیرہ نے اس شخص سے کہا: "جب تو خاتم الانبیاء کہے تو یہی کافی ہے۔ ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام خروج کریں گے۔ پس اگر وہ آئے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے بھی تھے اور وہ بعد بھی ہوں گے۔ اور ابن الانباری نے مصاحف میں حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حسن اور حسین کو پڑھا رہا تھا کہ اُن کے والد محترم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اُدھر سے گذر ہوا۔ میں ان کو قرآن کا یہی حصّہ پڑھا رہا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا انہیں خاتَم النّبیین تَ کی زبر سے پڑھانا۔

درّ منثور کی عبارت لفظ بلفظ میں نے نقل کر دی ہے۔ اس سے کئی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کا دروازہ کہا تھا۔ یعنی حضرت علیؓ کو وہ خاتَم اور خاتِم۔ یعنی اس لفظ کے تَ کی زبر سے اور معنے سمجھتے تھے اور زیر سے اور۔ کہ آپ نے دونوں میں فرق کیا۔

اور کلام عرب۔ تفسیر۔ حدیث میں خاتَم جب جمع کی طرف مضاف ہو تو معنے اس جنس کے افضل انسان کے ہوتے ہیں جیسے خاتم المفسرین۔ خاتم المحدّثین۔ خاتم المتکلّمین۔ خاتم المناظرین۔ کے یہ معنے نہیں کہ اَب مفسر نہیں۔ اب حدیث کے علماء ختم۔ اَب متکلم اور مناظر کوئی نہیں ہوگا۔ کہ وہ یہ لفظ ان معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اعلیٰ پایہ کے مفسر اعلیٰ درجہ کے محدث اور بے مثال مناظر اور متکلم۔

اور پھر مغیرہ کا یہ استدلال کہ حضرت عیسیٰؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد مبعوث ہوں گے۔ اسلئے صرف خاتم الانبیاء کہو کہ عرب اس محاورہ کا استعمال جانتے اور سمجھتے تھے۔ لیکن لا نبی بعدہ یا بعدی سے متبادر الی الذہن جو مفہوم آتا ہے وہ یہی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ مسلّمہ عقیدہ کے خلاف ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام مبعوث ہوں گے۔ وہ دُنیا کی اصلاح کریں گے۔ انہیں وحی ہوگی۔ وہ نبی ہوں گے۔ ہاں اُمتی نبی۔ کہ یہی اُمّتِ مسلمہ کا متفقہ مسئلہ ہے کہ عیسیٰ ضرور آئیں گے۔

اس بارہ میں بانیٔ سلسلہ کی یہ تحریر غور سے پڑھیئے۔ اور دیکھئے کہ آپ نے اس مسئلہ کا کیا حل پیش فرمایا :-

" سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت تو خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی و نبوّت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم سے بھی بڑھ جانا۔ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بے شک ایسا عقیدہ تو معصیّت ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے ....

..... اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوّت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔ مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول ...... اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے۔ اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اُس مہر کو توڑنے والا ہوگا۔ جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اُس خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اس کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔"　　　(ایک غلطی کا ازالہ)

اور حدیث کو بھی سامنے رکھیئے جو متعدد کُتب میں حضرت انس سے مروی ہے کہ اس امّت کا نبی اس میں سے ہوگا۔

(الخصائص الکبریٰ مؤلفہ امام سیوطی بحوالہ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب مطبوعہ تاج کمپنی ص۲۶۲)

اور صلحاء اُمّت میں سے بعض کبار اہل فہم نے خاتم النبیین کے یہی معنے کئے۔ حضرت ابن عربی پر ایک کتابچہ فردوز سنز نے شائع کیا۔ جسے ابو جاوید نیازی نے تالیف کیا۔ اس میں وہ بصراحت لکھتے ہیں :-

" ابن عربی نبوّت و رسالت کو محمد رسول اللہ پر ختم سمجھتے ہیں مگر صرف بحیثیت نبوّت تشریعی۔ یعنی اب ان کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آ سکتی۔ مگر ایسا نبی آ سکتا ہے۔ جو اُن کی لائی ہوئی شریعت کی تجدید کرے۔ اس نبی کا اکتساب ذاتی اور بلا واسطہ نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ کے واسطے سے ہوتا ہے۔ (ابن عربی ص۴۸)

مولانا نے جس آیت میثاق کا اپنے جواب میں ذکر کیا ہے وہ قرآن مجید کی سورۃ آل عمران آیت : ۸۲ اور احزاب آیت ۸ میں ہے جس کی تشریح میں درّ منثور جلد ۲ کے حاشیہ میں ابن عباس کی تفسیر سے یہ نقل کیا ہے کہ میثاق یہ ہے کہ آنے والے مامور کے متعلق جانے والا اپنی قوم کو آپ پر ایمان لانے کے متعلق تاکید کرتا ہے۔ چنانچہ اسلام میں آنے والے

مامور مسیح اور مہدی پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کی تاکید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُمّت کو فرمائی ہے۔
مجیب نے دوسرے سوال کا جواب نہیں دیا کہ "اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ ہوتا تو وہ میرے بعد نبی ہوتا" حدیث کے الفاظ یہ ہیں " لوعاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیًا " یہ حدیث ابن ماجہ میں آئی ہے جس سے یہ واضح ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ اُن کی زندگی نے وفا نہ کی۔ اگر نبوّت ممتنع تھی تو حدیث یوں ہوتی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ ہوتو بھی نبی نہ ہوتا۔ معلوم ہوا خاتم النبیین کے یہ معنے نہیں کہ آپ کے بعد ہر قسم کی نبوّت بند ہے۔ جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا رُوحانی فرزند ہوگا۔ آپ کی مُہر کے نیچے آئے گا۔ اور زمانہ کو ضرورت بھی ہوگی تو وہ آسمان کا تائید یافتہ مُصلح بن سکتا ہے۔
تیسرے سوال کا جواب بھی مولانا نے نہیں دیا۔ کہ کیا قرآن شریف میں یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمانوں پر اُٹھالیا گیا ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اُن کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ لفظ رفعہ اللّٰہ الیہ ہے۔ اللہ نے ان کو اپنا مقرّب بنالیا۔ یہودی ان کو صلیب پہ مار کر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ از روئے بائیبل وہ ملعون ہیں۔ جس کے معنے ہیں " خدا سے دُور " خدا تعالیٰ نے ان کے اس منصوبے کو ناکام کیا۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ وہ ملعون یعنی خدا سے دُور نہیں بلکہ اس کے مقرّب ہیں رفعہ اللّٰہ الیہ کا یہی مفہوم ہے۔
ابھی حال ہی میں ہمیں عرب سے " الرای " اخبار موصول ہے۔ جس کے صفحہ " الرای الدینی " پر اس عنوان کے تحت دراسة علمیة للآیات القرآنیة الواردة حول وفات عیسیٰ علیہ السلام و رفعہ کے تحت تلمسان الجزائریہ میں جولائی اور اگست ۱۹۸۲ء میں ہونے والے ایک مذاکرے کا ذکر ہے۔ جس میں سولہ ممبر شریک ہوئے۔
یہ مضمون مارچ ۱۹۸۳ء میں تین اقساط میں شائع ہُوا ہے۔ السیّد عزّ الدین اس کی پہلی قسط میں زیر آیت رفعہ اللّٰہ الیہ اور سورۃ مائدہ کی آیت فَلَمَّا توفیتنی لکھ کر استاذ محمود شلتوت کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔

> وَقَدْ تَنَاوَلْنَا هذہ الآیات فی الفتویٰ دارسناها دراسة علمیه واقعة وَعَرَضْنَا الیٰ اراء المفسرین فیها وبیّنا انه لیس فیها دلیل قطعیٌ علیٰ انّ عیسیٰ رفع بجسْمه الیٰ السماء بل هی ـ علی الرغم فیما یراه بعض المفسّرین ظاهرةً بمجموعها فی انّ عیسیٰ توفّیٰ لاجله وانّ اللّٰه رفع مکانتهٗ حین عصمه منهم وصانه وطهره من مکوهم۔

ہم نے اپنے فتویٰ میں اُن آیات پر بحث کی ہے۔ اور مفسّرین کی آراء بھی درج کی ہیں۔ ہم نے یہ واضح

کیا ہے کہ اس امر پر کوئی قطعی دلیل نہیں کہ عیسیٰ علیہ السّلام اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے۔ بلکہ بعض مفسرین کے خلاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام طبعی موت سے وفات پا گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے دشمنوں کی تدبیروں سے انہیں بچایا۔ اور ان کا درجہ بلند فرمایا۔

اس سوال کے پہلے حصّہ کا جواب یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام مبعوث ہوں گے۔ اُن کی آمد یقینی اور قطعی ہے۔ ۱۹۵۳ء میں جتنے مذہبی مکاتیبِ فکر سے تحقیقاتی عدالت نے یہ دریافت کیا تھا سب نے یہی جواب دیا تھا کہ اُن کی بعثت قطعی اور یقینی ہے۔ ہاں بعض کا یہ خیال ہے کہ یہ مسیح وہی کنواری مریم کے بیٹے ہوں گے جو دو ہزار سال سے آسمان پر بیٹھے ہیں۔ لیکن بہتوں کا اب یہ خیال ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا روحانی فرزند ہوگا۔ جسے لقب مسیح منجانب اللہ عطا ہوگا۔ فافھم و تدبّر

سوال :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت پر ایک دلیل دیں۔

جواب :۔ سورۃ الحاقۃ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت پر یہ دلیل دی ہے۔ فرمایا:۔

"وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيلِ ۔ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ۔"

(سورۃ الحاقہ آیت ۴۵، ۴۶، ۴۷)

اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا ایک بھی الہام منسوب کرتا۔ تو ہم یقیناً اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی رگِ جان کاٹ دیتے۔ اور تم میں سے کوئی بھی اس کو خدا کے اس عذاب سے بچا نہ سکتا۔

تقوّل بابِ تفعّل کا صیغہ ہے جس کے معنے جھوٹا قول بنانے کے ہیں۔ یعنی لفظی الہام پیش کرے۔ یہ نہیں کہ میرے دل میں یہ خیال آیا یا میری بصیرت نے یہ کہا ہے۔ بعض جب جمع کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنے ایک کے ہوتے ہیں۔ جیسے قال بعضُ الناس کے معنے ایک آدمی نے کہا۔ اس آیت میں مفتری کی سزا اللہ تعالیٰ نے قتل بیان کی ہے۔ اس آیت سے متکلمین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت پر استدلال کیا۔ علامہ نسفی نے ایک کتاب لکھی ہے "شرح عقائد" اس میں لکھا ہے :۔

فَاِنَّ الْعَقْلَ يَجْزِمُ بِاِمْتِنَاعِ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ فِيْ غَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ فِيْ حَقِّ مَنْ يَعْلَمُ اِنَّهُ يَفْتَرِىْ عَلَيْهِ ثُمَّ يُمْهِلُهُ ؛ ("شرح عقائد" ص۱۰۱)

کہ عقلی طور پر یہ بات قطعی ہے کہ غیر نبی میں یہ باتیں نہیں پائی جاسکتیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ متنبی یعنی جھوٹا نبی خدا پر افتراء کرے اور خدا اس کو مہلت پر مہلت دے۔

اور اس کی شرح نبراس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی عمر سے استدلال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو

دعوئے الہام کے بعد تیئس سالہ کامیاب زندگی نصیب ہوئی ۔
الہام اقرار کے بعد تیئس سال تک آپ زندہ رہے ۔ ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی غیر معمولی نصرت فرمائی کہ ابوسفیان اور ہندہ جیسے دشمنِ اسلام بھی پکار اُٹھے کہ آپ اور آپ کا خدا برحق ہے ۔ مشہور مناظر اور فقیہہ علامہ ابن قیمؒ نے ایک عیسائی کے سامنے یہی دلیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی صداقت پر دی ۔ (تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۲۹۱) ۔ اس دلیل کی تصدیق توریت میں یوں آئی ہے :-

۱ ۔ " وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا مَیں نے اُسے حکم نہیں دیا ۔ اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا " (استثناء باب ۱۸ بیت ۲۰)

۲ ۔ " خداوند یوں کہتا ہے کہ ان نبیوں کی بابت جو میرا نام لے کر نبوّت کرتے ہیں جنہیں میں نے نہیں بھیجا ...... یہ نبی تلوار اور کال سے ہلاک کئے جائیں گے " (یرمیاہ باب ۱۴ آیت ۵)

۳ ۔ ' اور میرا ہاتھ اُن نبیوں پر جو دھوکا دیتے ہیں اور جھوٹی غیب دانی کرتے ہیں ، چلے گا ..... مَیں اپنے غضب کے طوفان سے اسے توڑوں گا ۔ اور میرے قہر سے چھما چھم مینہ برسے گا ۔ اور میرے خشم کے پتھر پڑیں گے تاکہ اسے نابود کر دیں " (ایل باب ۱۳ ۔ آیت ۱۴۹)

۴ ۔ اعمال باب ۵ آیت ۲۶ میں تھیوداس اور یہودہ گلیلی کا ذکر ہے جو بوجہ جھوٹے دعوے کے تباہ ہوئے ۔
" کیونکہ یہ تدبیر یا کام اگر آدمیوں کی طرف سے ہے تو آپ برباد ہو جائے گا ۔ لیکن اگر خدا کی طرف سے ہے تو تم ان لوگوں کو مغلوب نہ کر سکو گے " ۔

پس معلوم ہوا جھوٹا نبی قتل ہوتا ہے ۔ ناکام رہتا ہے ۔ نامراد مرتا ہے ۔
قرآن مجید میں کئی مقامات پر مفتریوں کے بارہ میں یہ خدائی فیصلہ ہے کہ وہ کامیابی کا مُنہ نہ دیکھیں گے ۔ سورۃ یونس اور سورۃ نحل دونوں میں یہ آیت وارد ہوئی ہے ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۔

کہ وہ لوگ جو خدا پر افتریٰ کرتے ہیں ۔ وہ کامیاب نہیں ہوتے ۔ یعنی خدا نے اُسے نہیں بھیجا اور وہ کہتا ہے کہ مَیں فرستادہ بارگاہ اللہ ہوں ۔ خدا نے اُس سے کلام نہیں کیا ۔ لیکن وہ کہتا ہے خدا نے مجھے یہ کہا ہے — آیت مندرجہ بالا سے یہ اصول مستنبط ہوتے ہیں کہ

۱ ۔ مدعی جانتا ہو کہ وہ افتراء کر رہا ہے ۔ لفظ تقوّل اس پر دالّ ہے ۔ اس سے پاگل یا مجنون نکل جاتا ہے ۔
۲ ۔ لفظی الہام کا قائل ہو ۔ بعض الاقاویل کے الفاظ اس پر دالّ ہیں کہ وہ قول منسوب کرے ۔ یہ نہیں کہ میرے دل میں یہ خیالات آتے ہیں

۳۔ خود دعوئے الہام کرے یہ نہیں کہ وہ خود مدعی نہ ہو۔ یار لوگ کہتے ہوں ۔ پیراں نمے پراند، مریداں مے پراند والی بات نہ ہو۔

۴۔ ایسے لوگ موجود ہوں جو اس کے مددگار ہوں۔ یعنی دھوکے میں لوگ آرہے ہوں۔ مخلوقِ خدا گمراہ ہو رہی ہو۔
فما منکم من احد عنه حاجزین۔ اس پر دال ہے۔

۵۔ وہ مُدّعی نبوّت ہو نہ کہ مُدّعی الوہیّت۔ کہ مدّعی نبوّت کی یہ سزا ہے۔ مدّعی الوہیّت کی سزا قرآن میں جہنم بیان ہوئی ہے۔

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ انبیاء)

یہ معیار قرآن اور بائیبل دونوں نے بیان کیا ہے۔ اسے ہم اپنے عیسائی بھائیوں کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کی یہ دلیل مامور من اللہ کے لئے عقلی معیار بھی ہے اور نقلی بھی۔

چٹاگانگ انجمن احمدیہ میں ایک مثالی تبلیغی پروگرام

مکرم مصلح الدین خادم صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ چٹاگانگ ۔ بنگلہ دیش

مجلس انصار اللہ چٹاگانگ کی طرف سے انجمن احمدیہ میں مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۸۳ء کو ایک خاص تبلیغی پروگرام کا انتظام کیا گیا۔ جس میں قریباً پینتالیس ۴۵ غیر از جماعت احباب مدعو تھے۔ جماعت کے احباب اس کے علاوہ تھے۔

یہ تبلیغی پروگرام ٹھیک ۳۰ ۔ ۵ بجے شام تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا جو جناب بقیّت اللہ صاحب نے فرمائی۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ایک خادم نے سُنائی۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ چٹاگانگ کے امیر جناب غلام احمد صاحب نے احمدیت کے بارے میں ایک پُر از معلومات اور ایمان افروز تقریر فرمائی جس میں جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد پر روشنی ڈالی اور جماعت کی بین الاقوامی تبلیغی کوششوں کا ذکر کیا۔ خاص طور پر سپین میں سات سو سال بعد مسجد بنانے میں جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے عظیم فضل کا ذکر فرمایا۔ اس کے ساتھ خاکسار نے بھی مختصر طور پر جماعت کے ذریعہ پیدا ہونے والے عظیم انقلاب کی تفصیل بیان کی جو اس نے مذہبی اور روحانی دنیا میں پیدا کیا۔ وذٰلک فضل اللہ یؤتیه من یّشاء۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تبلیغی پروگرام بہت کامیاب رہا۔ آخر میں تمام احباب کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔ بعد نماز مغرب سپین مسجد کی افتتاحی کارروائی کی کیسٹ وی۔سی۔آر کے ذریعہ ٹیلیویژن میں دکھائی گئی جس سے حاضر احباب بہت محظوظ ہوئے۔ فالحمد للہ۔

پردہ کے موضوع پر

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب سُن کر

محترمہ فائزہ عابد صاحبہ۔ سرگودھا

—(۱)—

تیرا ہر حکم رہے عظمتِ یزداں کا نشاں
تیری سب باتیں سدا زیست کا سرمایہ رہیں
تیرے کردار کو ہم کاش بنالیں اُسوہ
نہ تہی دامن و بیکار نہ بے مایہ رہیں

—(۲)—

خوابِ غفلت سے کیا تُو نے ہے بیدار ہمیں
پرچمِ دین کو ہاتھوں میں تھمایا تُو نے
صنفِ نازک کی حفاظت کا اُٹھایا بیڑا
شانِ عورت کی ہے کیا؟ سب کو بتایا تُو نے

—(۳)—

تُو پکارا کہ میری بیٹیو، ماؤں، بہنو!
اُوڑھ لو سر پہ یہ سمٹے ہوئے دامن اپنے
ڈھانپ لو چادرِ عصمت سے یہ زینت یہ جمال
دستِ گُل چیں سے بچاتی رہو گلشن اپنے

—(۴)—

یاد کر خولہؓ نے جب رَن میں چلائی تلوار
چہرہ پردے میں عَلَم دستِ حِنائی میں لئے
"سر برہنہ" کا اِدھر سر پہ تیرے بھوت سوار
عشقِ رُسوا کو لئے حُسن کو بے پردہ کئے

—(۵)—

لفظ "عورت" کے تصوّر میں ہی پنہاں ہے "حجاب"
جو رہِ شرم سے عاری ہے وہ عورت کیسی!
غیر کی نظروں سے پامال ہوا جس کا جمال
اُس میں ناموس کہاں عزت و عفّت کیسی!

—(۶)—

جاؤ پھر لوٹ کے اُس جادہ پہ واپس جاؤ
آج کھو کر جسے رُسوا ہوئی راہِ نسواں
عزم سے تیرے ہو پامال حیاتِ سفلی
خیر ہے اس میں اسی میں ہے پناہِ نسواں

—(۷)—

سُن کے یہ سوز میں ڈوبی ہوئی پُر دَرد پکار
جُھک گئے شرم سے سر آنکھوں میں آنسو آئے
اس سے کیا بڑھ کے بھلا ہوگی سعادت اپنی
لے کے خود ہم میں وہ رضوان کی خوشبو آئے

—(۸)—

کیسا اندازِ تحفّظ دیا پردے نے ہمیں
چہرے پردے میں۔ بدن دُور بلاؤں سے رہیں
ہم ہیں آغوش میں بُرقع کے صدف میں گوہر
ہم ہیں گُل ایسے جو شاداب خزاؤں سے رہیں

—(۹)—

یُونہی منزل پہ ہمیں اپنی جَلو میں لے چل
نُورِ عرفاں سی تیری آنکھ میں بینائی ہے
تیری آواز میں شامل ہے خدا کی آواز
تیرے انداز میں اندازِ مسیحائی ہے

—(۱۰)—

تجھ سے وعدہ ہے کبھی سَر سے نہ سرکے گی رِدا
ہوگا بے پردہ نہ اَب اپنا سَرِ مُو بھی کبھی
اپنے دِل میں ہیں لئے عزت و تعظیم سبھی
تیرے احکام، تیرے پند و نصائح تُو بھی

حضرت مولانا عبدالمالک خانصاحب مرحوم

(مرسلہ کریم ٹک ڈپو فیصل آباد)

ابنِ گوہر، عبدالمالک چل دیا مُنہ موڑ کر ٭ رشتۂ مہر و محبّت اس جہاں سے توڑ کر
احمدیّت کا مبلّغ عمر بھر بن کر رہا ٭ آندھیوں میں بھی خلافت سے تعلق جوڑ کر

احمدیّت کی صداقت کے لئے محکم دلیل ٭ اور تھا دینِ متیں کے واسطے اعلیٰ وکیل
وہ غلام مصطفیٰ تھا عاشق قرآن تھا ٭ اور تھا وہ درحقیقت آیت ربّ جلیل

خندہ زن تھا عبدِمالک سینکڑوں طوفان تھے ٭ استقامت دیکھ کر گردبیاں حیران تھے

علم کا تھا وہ سمندر نُور کا مینار تھا ٭ قوم کا ہمدرد۔ اُمّت کے لئے غم خوار تھا
اُمّتِ خیرِ رُسُلؐ کے واسطے جیتا رہا ٭ دشمنوں کے واسطے اک آہنی دیوار تھا

اس کی پیاری گفتگو قرآن کی تفسیر تھی ٭ اس کی ساری زندگی ایمان کی تصویر تھی
گفتگو میں جوش تھا ایمان کا عرفان کا ٭ معرفت کے نُور سے پُرنُور ہر تقریر تھی

وہ مبلّغ وہ مجاہد صدق کی تصویر تھا ٭ ہر قدم اور ہر عمل ہی باعثِ تعمیر تھا
راہِ حق میں جان دے کر وہ شہیدوں سے ملا ٭ سفرِ دُنیا سفرِ عقبیٰ جلوۂ تقدیر تھا

اتنی جلدی ہم سے رخصت ہوگیا وہ شہسوار ٭ وہ جو ہر میدان میں تھا کامیاب و کامگار
اک اشارے سے ہمیں وہ راز اک بتلا گیا ٭ "لَافَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار"

نوٹ :- آخری مصرعہ "لَافَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار" سے تاریخ شہادت (۱۹۸۵ء - ۲ = ۱۹۸۳ء) نکلتی ہے۔

قرار دادِ تعزیت

محترم مولانا عبد المالک خانصاحب ناظر اصلاح وارشاد صدر مجلس کار پرداز کے المناک سانحۂ ارتحال پر گہرے رنج اور دلی صدمہ کے اظہار کے لئے صدر انجمن احمدیہ کا ایک غیر معمولی اجلاس مورخہ ۷ راگست ۱۹۸۳ء بروز اتوار زیر صدارت محترم و مکرم صوفی غلام محمد صاحب قائم مقام صدر، صدر انجمن احمدیہ منعقد ہوا جس میں صدر انجمن احمدیہ کے جملہ ناظران و ممبران کی طرف سے حسب ذیل قرارداد تعزیت پیش ہو کر اتفاق رائے سے پاس ہوئی۔ اس کے علاوہ مختلف جماعتوں کی طرف سے قرار دادہائے تعزیت ہمیں اشاعت کے لئے موصول ہو رہی ہیں۔ (ادارہ)

"صدر انجمن احمدیہ کا یہ غیر معمولی اجلاس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہایت بے نفس اور باوفا خادم۔ جیّد عالم اور نامور مقرر حضرت مولانا عبد المالک خانصاحب ناظر اصلاح وارشاد و صدر مجلس کار پرداز کی حد درجہ اندوہناک رحلت پر دلی صدمہ اور گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ آپ ایک خالصۃً دینی اور للّٰہی سفر کے دوران کار کے حادثہ میں انتقال فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

محترم مولانا عبد المالک خانصاحب نے ایک مخلص واقفِ زندگی کے طور پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کے میدان میں اُس وقت قدم رکھا تھا جبکہ آپ ۲۳ سال کی عمر کے نوخیز جوان تھے اور دُنیاوی دلچسپیوں اور نفسانی امنگوں کی وسیع دُنیا آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے اپنا دامن پھیلائے آپ کے سامنے تھی مگر آپ نے دُنیا کی رعنائیوں سے کلیۃً مُنہ موڑ کے بے نفسی اور انکساری کا چولہ پہن کر تبلیغ اسلام کی کٹھن راہ کو اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کی ودیعت کردہ اعلیٰ صلاحیتوں کو تادمِ واپسیں خدمتِ دین کے لئے وقف اور صَرف کر کے ایک قابلِ رشک مثال قائم کی۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

بطور واقف زندگی آپ کی خدمات ۴۸ سال کے وسیع عرصہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس طویل عرصہ میں آپ کو خدمتِ دین کے مقدس فریضہ کی بجاآوری کے لئے جن اہم مقامات پر کام کرنے کا موقع ملا۔ ان میں لکھنؤ۔ آگرہ۔ حیدر آباد دکن۔ لاہور۔ کراچی اور گھانا (مغربی افریقہ) شامل ہیں۔ مختلف میدانوں میں جاکر تبلیغی جہاد میں بھرپور کردار ادا کرنے کے بعد آپ کو زندگی کے آخری تیرہ سال جماعتِ احمدیہ عالمگیر کے مرکز ربوہ میں مجاہدین و مبلّغین اسلام کے سرخیل و نگران کی حیثیت سے بطور ناظر اصلاح وارشاد خدمات بجالانے کا موقعہ ملا اور نہایت کامیابی کے ساتھ آپ نے اس عُہدہ جلیلہ کا حق ادا کیا۔

آپ خاندانی اعتبار سے برصغیر کی مشہور و معروف سیاسی شخصیتوں یعنی "علی برادران" کے خاندان کے چشم و چراغ

تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت خان ذوالفقار علی خانصاحب گوہرؔ "علی برادران" میں سب سے بڑے تھے اور سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے ۱۹۰۰ء میں جماعت احمدیہ میں شمولیت کی سعادت آپ نے پائی تھی۔ اُن کا فرزند ہونے کے ناطے سے محترم مولانا عبدالمالک خانصاحب نے اپنی خاندانی وجاہت وعظمت کو سرمایۂ افتخار سمجھنے کی بجائے ہمیشہ بے نفسی۔ انکساری اور فروتنی کا لبادہ پہن کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص اور باوفا خادم کے طور پر زندگی گزاری اور اطاعت نظام میں آپ نہایت شاندار نمونہ چھوڑ کر اس عالم فانی سے رخصت ہوئے۔

محترم مولانا عبدالمالک خانصاحب ایک جیّد عالم اور دینی علوم میں وسیع نظر رکھنے والی شخصیت تھے۔ ناظر اصلاح وارشاد کے منصب پر فائز ہونے کے علاوہ مجلس کارپرداز کے صدر اور جماعت احمدیہ کی مجلس افتاء بورڈ قضاء کے رُکن تھے۔ اور آپ کی علمی صلاحیتوں اور خادمانہ جذبوں کے طفیل آپ کو تین مقدس خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خاص قُرب حاصل رہا۔ یہ سعادت خدائے بخشندہ کی عطاء کے بغیر کہاں ملتی ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے گہرے علمی ذوق کے علاوہ خطابت کے اعلیٰ ملکہ سے بھی نوازا تھا۔ آپ کی تقاریر نہایت شُستہ اُردو اور شاندار فصاحت و روانئ کلام کا مرقع ہوتی تھیں۔ جو اپنوں اور بیگانوں سبھی کو متاثر کرتیں اور آپ نے اپنی اس منفرد خُوبی کو اشاعت وتبلیغ اسلام کے لئے خُوب خُوب استعمال کیا۔ مگر کبھی خود نمائی یا خود ستائشی کا رنگ قریب نہیں آنے دیا۔ محض للّٰہی جذبہ ہمیشہ غالب اور نمایاں رہا۔

خدمات کے میدان میں نسبتاً زیادہ لمبا عرصہ آپ کو کراچی جیسے اہم شہر میں کام کرنے کا موقع ملا اور اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ جماعتِ احمدیہ کراچی کی ترقی اور استحکام میں آپ کی مخلصانہ مساعی اور تربیتی کاوشوں کا بنیادی دخل ہے۔

مغربی افریقہ کے ایک اہم مُلک یعنی گھانا میں آپ کو تین سال تک تبلیغی جہاد پر مامور کیا گیا۔ وہاں آپ نے عیسائیت کے مقابلہ کے لئے احمدی نوجوانوں کو تیار کرنے میں انتھک محنت کی اور انہیں علمی دلائل سے آراستہ کرنے کے علاوہ ان کی ایسی شاندار تربیت کی کہ ان میں درجنوں کی تعداد میں مبلّغین تیار ہو گئے جو آج وہاں تبلیغ کے میدان میں شاندار خدمات بجا لا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں گھانا کے دوسرے بڑے شہر یعنی کماسی میں آپ کی کامیاب مساعی کے نتیجہ میں ایک شاندار دومنزلہ عمارت "احمدیہ دارالتبلیغ" کے لئے تعمیر ہوئی جو گھانا کی تاریخ میں آپ کا ذکر قائم رکھنے کا موجب ہوگی۔

محترم مولانا عبدالمالک خانصاحب میں تبلیغ احمدیت کا جذبہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہُوا تھا۔ آپ خواہ کسی حال میں بھی ہوں تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا۔ جوانی تھی تو تبلیغ میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ناتوانی کا دَور آیا تو باوجود صحت کی کمزوری اور دیگر کئی عوارض کے آپ نے دعوۃ الی اللہ کے مقدس فریضہ کو ہر رنگ میں جاری رکھا۔ اور ہر آن نبھایا۔ حتّٰی کہ آپ نے جب اپنی جان، جانِ آفریں کے سپرد کی تو اس وقت بھی آپ تبلیغ کی غرض سے ایک للّٰہی سفر پر رواں دواں تھے اور فی سبیل اللہ جہاد پر آرہے تھے۔ یہ نیک اور بامراد انجام زہے قسمت، زہے نصیب۔

محترم مولانا عبدالمالک خانصاحب مرحوم ومغفور کی خوبیوں اور اَوصافِ حسنہ کا سلسلہ نہایت وسیع ہے اور تحریر کا دامن نہایت محدود۔ اس لئے ہم جملہ ناظران وممبران صدر انجمن احمدیہ اپنے اس مرحوم بھائی اور معزز رفیق کار کے حق میں اپنے پیارے امام اور محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہمنوائی میں دعا کرتے اور عہد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک عبدالمالک کو بلائے تو ہمیں توفیق بخشے کہ اس کی جگہ دس، بیس نہیں سَو عبدالمالک تیار کر کے اس کی راہ میں پیش کردیں۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ محض اپنے فضل سے مولانا مرحوم ومغفور کو جنّت الفردوس میں اپنے سایۂ خاص کے نیچے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے جملہ پسماندگان کو اپنی حفاظتِ خاص میں رکھے۔ ان کا ہر آن کفیل و کارساز ہو اور مولانا مرحوم کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنے کی سب کو ہمّت و طاقت عطا کرے اور صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(قائم مقام صدر۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

تجاویز شوریٰ انصاراللہ کی آخری تاریخ

ہمارا سالانہ اجتماع انصاراللہ انشاءاللہ العزیز مورخہ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰ اخاء ۱۳۶۲ہش / اکتوبر ۱۹۸۳ء کو مرکزِ سلسلہ میں خالص دینی اور روحانی ماحول میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس موقع بجٹ پیش ہوتا اور آئندہ سال کے لئے مجلس شوریٰ میں تجاویز پیش ہوتی ہیں۔ ان تجاویز کے بھجوانے کی آخری تاریخ ۲۰ ستمبر ہے۔ جملہ عہدیداران مجالس پابندی فرماویں۔

جزاکم اللہ تعالیٰ۔

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کے نئے بلاک کے لئے معطی حضرات کی فہرست

گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کے نئے بلاک کی تعمیر کے سلسلہ میں عطایا جات ادا کرنے والے احباب کی فہرست (قسط نمبر ۶) درج ذیل ہے۔ ان احباب کے اسماء گرامی گیسٹ ہاؤس کی عمارت پر دعائیہ لوح پر انشاء اللہ کندہ کرائے جائیں گے۔ ربّ کریم ان کے اموال میں برکت بخشے آمین۔ (قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

۱۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب سندھی صدر جماعت احمدیہ چک ۴۶ شمالی نیو سٹلائٹ ٹاؤن سرگودہا	۳۰۰ — ۰۰ روپے
۲۔ " حاجی محمود احمد صاحب چک ۴۶ شمالی نیو سٹلائٹ ٹاؤن سرگودہا	۳۰۰ — ۰۰ "
۳۔ " چوہدری محمد طفیل صاحب مرحوم درویش قادیان منجانب پسر چوہدری عزیز الرحمٰن صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ کوٹ مرزا جان ضلع گوجرانوالہ	۳۱۳ — ۰۰ "
۴۔ مکرم شیخ سعید احمد صاحب ۲۱۹ ر۔ب گنڈا سنگھ والا ضلع فیصل آباد	۴۰۰ — ۰۰ "
۵۔ " مستری محمد ابراہیم صاحب صدر جماعت احمدیہ کالا سوالہ ضلع سیالکوٹ	۳۰۰ — ۰۰ "
۶۔ " چوہدری محمد صادق صاحب ولد چوہدری عبدالحق صاحب " " "	۳۰۰ — ۰۰ "
۷۔ " صوبیدار چوہدری محمد رفیق صاحب زعیم انصار اللہ " " "	۳۰۰ — ۰۰ "
۸۔ مکرمہ والدہ صاحبہ چوہدری خلیل احمد صاحب گوٹھ احمد پور ضلع سانگھڑ	۳۰۰ — ۰۰ "
۹۔ " والدہ صاحبہ چوہدری بشیر احمد صاحب ولد چوہدری علی احمد صاحب گوٹھ احمد پور ضلع سانگھڑ	۳۰۰ — ۰۰ "
۱۰۔ مکرم میاں عبدالقیوم صاحب ایم۔اے کوئٹہ	۳۰۰ — ۰۰ "
۱۱۔ " نذیر احمد صاحب بھٹی ٹھیکیدار کوئٹہ	۳۰۰ — ۰۰ "
۱۲۔ " ڈاکٹر محمد عبدالرشید صاحب مرحوم منجانب پسر عبدالکریم صاحب غازی کوئٹہ	۳۰۰ — ۰۰ "
۱۳۔ مکرمہ نور بیگم صاحبہ مرحومہ " " " " " " " "	۳۰۰ — ۰۰ "
۱۴۔ مکرم شیخ کریم بخش صاحب مرحوم منجانب پسر شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ	۳۰۰ — ۰۰ "
۱۵۔ مکرمہ صالحہ بی بی صاحبہ مرحومہ " " " " " " " " " "	۳۰۰ — ۰۰ "
۱۶۔ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم منجانب پسر ریاض احمد صاحب بلوچ تربت مکران	۴۰۰ — ۰۰ "
۱۷۔ مکرمہ بی بی لکّی صاحبہ مرحومہ " " " " " " " "	۳۰۰ — ۰۰ "
۱۸۔ مکرم سخی احمد صاحب مرحوم " برادر " " " " " "	۳۰۰ — ۰۰ "
۱۹۔ مکرم ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب مرحوم و فرمودی بیگم صاحبہ مرحومہ منجانب پسر ڈاکٹر عبدالحمید صاحب ہومیو کوئٹہ	۳۰۰ — ۰۰ "
۲۰۔ " ڈاکٹر محمد عبداللہ خانصاحب مرحوم و عائشہ بیگم صاحبہ مرحومہ منجانب پسر اسد اللہ خانصاحب کوئٹہ	۳۰۰ — ۰۰ "
۲۱۔ " میاں احمد صاحب کوئٹہ	۳۰۰ — ۰۰ "
۲۲۔ " حکیم ظفر احمد صاحب کوئٹہ	۳۰۰ — ۰۰ "

۲۳۔ مکرم میاں بشیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ کوئٹہ	۳۰۰ ـ ۰۰ روپے
۲۴۔ " محمد عبداللہ خانصاحب مرحوم و زینب بیگم صاحبہ مرحومہ منجانب پسر عبدالسلام خانصاحب کوئٹہ	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۲۵۔ مکرمہ ریشم بی بی صاحبہ بیوہ مرزا محمد صادق صاحب کوئٹہ	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۲۶۔ مکرم ضیاء الحق خانصاحب مرحوم منجانب پسر عطاء الحق خانصاحب کوئٹہ	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۲۷۔ مکرمہ افتخار بیگم صاحبہ مرحومہ " " " " " "	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۲۸۔ " والدہ صاحبہ مرحومہ احسان الحق خانصاحب ایڈووکیٹ کوئٹہ	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۲۹۔ مکرم چوہدری محمد حیات صاحب کوئٹہ	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۳۰۔ " ملک محمد انور صاحب محاسب جماعت احمدیہ گوجرانوالہ	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۳۱۔ " ڈاکٹر عبدالقادر صاحب بھٹی ناظم انصار اللہ ضلع گوجرانوالہ	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۳۲۔ " بشیر الدین صاحب خاکی اسلام آباد	۵۰۰ ـ ۰۰ "
۳۳۔ " رانا عبدالحمید صاحب ۴۸ ج۔ب سرشمیر روڈ ضلع فیصل آباد	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۳۴۔ " چوہدری مراتب علی صاحب ۴۳۳ ج۔ب دھیرو کے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۳۵۔ " ملک منیر احمد صاحب ۴/۵ - ۱۶۸ ایف بی ایریا کراچی	۱۰۰۰ ـ ۰۰ "
۳۶۔ " الحاج ملک جمیل احمد صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ ناظم آباد کراچی	۱۰۰۱ ـ ۰۰ "
۳۷۔ " حکیم محمد عمران صاحب صاحب بٹ ۸۵- آر شریف آباد کراچی۔	۱۰۰۰ ـ ۰۰ "
۳۸۔ مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ الحاج ملک جمیل احمد صاحب کراچی۔	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۳۹۔ مکرم ملک نصیر احمد صاحب ابن " " " " " "	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۴۰۔ " ملک نعیم احمد صاحب ابن " " " " " " "	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۴۱۔ " محمود احمد صاحب ۲۲۳۰ پیر الٰہی بخش کالونی کراچی	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۴۲۔ " محمد اقبال صاحب نواب منزل " " " " "	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۴۳۔ " چوہدری ناصر احمد صاحب ۱۱۸/۴ - ۴ اورنگی ٹاؤن "	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۴۴۔ " ملک دوست محمد صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی	۵۰۰ ـ ۰۰ "
۴۵۔ " بشیر احمد صاحب کھوکھر " " "	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۴۶۔ مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ بشیر احمد صاحب کھوکھر اورنگی ٹاؤن کراچی	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۴۷۔ مکرم عبدالمجید صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی	۳۰۰ ـ ۰۰ "
۴۸۔ " فضل کریم صاحب بھٹی " " "	۳۰۰ ـ ۰۰ "

۴۹- مکرم شیخ نوازش علی صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی ۔۔ — ۳۰۰ روپے
۵۰- " کرنل ایس ایم شریف صاحب نائب زعیم اعلیٰ انصار اللہ ناظم آباد کراچی ۔۔ — ۳۰۰ "
۵۱- " محمد نظام الدین صاحب نظامی زعیم حلقہ اقبال ٹاؤن کراچی ۔۔ — ۳۰۰ "
۵۲- " نعیم احمد صاحب وسیم نائب زعیم اعلیٰ انصار اللہ ناظم آباد کراچی ۔۔ — ۳۰۰ "

مجلس انصار اللہ کا چھبیسواں سالانہ مرکزی اجتماع

مجلس انصار اللہ عالمگیر کا چھبیسویں سالانہ مرکزی اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ اپنی سابقہ روایات کے مطابق خالص دینی ماحول میں مورخہ ۲۸-۲۹-۳۰ اخاء ۱۳۶۲ہش اکتوبر ۱۹۸۳ء کو مرکز سلسلہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ ناظمین اضلاع، زعماء اعلیٰ اور زعماء کرام ابھی سے انصار احباب کو اس روحانی اجتماع میں شمولیت کے لئے تاکید فرماویں اور زیادہ سے زیادہ احباب کو اجتماع میں شریک کرنے کی کوشش فرماویں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

قائد عمومی

مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ

انتیس (۲۹) رمضان المبارک تک سو فیصد بجٹ ادا کرنیوالی مجالس انصار اللہ

ضلع جھنگ :- ٹھٹھہ سندرانہ۔ رجوعہ۔ چاہ شریح والا۔

ضلع فیصل آباد :- جڑانوالہ۔ چک ۲۵/گ ب۔ ۲۶/ج ب خورد و کلاں۔ ۳۳/ج ب۔ ۴۰/گ ب۔ ۵۲/گ ب۔ ۶۰/ج ب شہباز پور۔ ۶۱/ر ب بیدیانوالہ۔ ۶۲/گ ب شرقی۔ ۷۲/گ ب۔ ۸۹/ج ب رتن۔ ۹۶/ر ب صریح۔ ۱۰۲/ر ب بڈھیوالہ۔ ۱۰۵/گ ب ونگے۔ ۱۰۷/ر ب عربی۔ ۱۰۹/ر ب مسعود آباد۔ ۱۰۹/ر ب روڈے والا۔ ۱۰۹/گ ب نرائن گڑھ۔ ۱۲۱/ج ب گوکھووال۔ ۱۳۲/گ ب جوگندر سنگھ۔ ۱۳۹/ر ب گھمی۔ ۱۴۷/ر ب چوتیری۔ ۲۰۳/گ ب سمندری۔ ۲۰۹/ر ب اکال گڑھ۔ ماموں کانجن۔ ۲۱۹/ر ب گنڈا سنگھ والا۔ ۲۲۴/گ ب خانپور۔ ۲۶۱/ر ب ادھووالی۔ ۲۷۶/ر ب گوکھووال۔ ۵۶۵/گ ب۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ :- ۲۲۶/ج ب۔ ۴۳۰/ج ب عادہ۔ ۳۵۶/ج ب۔

ضلع سرگودھا :- چک ۳۵ جنوبی۔ ۴۶ شمالی۔ ۸۸ شمالی۔ ۱۰۴ جنوبی اعوان آباد۔ گھوگھیاٹ۔ میانی۔

ضلع خوشاب :- خوشاب شہر۔

ضلع گوجرانوالہ :- امین آباد۔ پیرکوٹ متصل احمد نگر۔ پنڈی بھٹیاں۔ تولیکی۔ دلاور چیمہ۔ موہنکے منڈی۔ کھکی۔ حسن آباد۔

ضلع سیالکوٹ :- بھروکے کلاں۔ ترسکہ سیاں۔ چہور۔ دولت پور۔ غوطہ فتح گڑھ۔ کوٹ کرم بخش۔ کلاسوالہ۔ گھٹیاں کلاں۔ گھٹیالیاں خورد شرقی۔ ملیانوالہ۔ مراڑہ ظفروال۔ کوٹ نیناں۔

ضلع گجرات :- بنگلہ ۱۸ اسلام آباد۔ بھابیر۔ چوکنانوالی۔ چک ۹ گرنجش پورہ دھوریہ۔ چک ۲۶ اسلام آباد۔ ڈنگہ۔ رسول کالج۔ سوک کلاں۔ کڑیانوالہ۔ کنجاہ۔ گھنیر۔ معین الدین پور۔ ملکیانہ۔ نصیرہ۔

ضلع لاہور :- دار الذکر لاہور۔ پدری۔ رائے ونڈ۔ شاہدرہ ٹاؤن۔

ضلع شیخوپورہ :- بھوئیوالی۔ جھراں بھکی آنہ۔ جھنگڑ حاکم والا۔ جوڑا سکھر ۴/R.B۔ ساہووالہ۔ ۱/۶۳ خورد۔ ۱۱۷ چہور۔ ۱۲۰ چیلیکی۔ ۱۲۳ سرانوالی بھلیبر۔ ڈیرہ داد پوترے۔ سیدوالا۔ شیروکے۔ شاہ کوٹ۔ کوٹلی چہور ۱۱۷۔ گھڑیال کلاں۔ واربرٹن۔ ننکانہ صاحب۔ پٹیالہ دوست محمد۔ جیون گورائیہ۔ چک ۹/ر ب منیانہ۔ سانگلہ ہل۔

ضلع راولپنڈی :- فاروقیہ۔ کہوٹہ۔

ضلع جہلم :- بھوچھال کلاں۔ پاکستان چپ بورڈ فیکٹری۔ چک جمال۔ منیال۔

آزاد کشمیر :- میرا بھڑکا۔ ضلع وہاڑی :- ۱۹/W.B۔

ضلع ملتان :- باگڑ سرگانہ۔ چک ۹۱-A/۱۰-R محمود پور۔ ۱۰۱/۱۵-L۔ ۱۲۴/۱۰-R سرائے سدھو۔

ضلع اوکاڑہ :۔ چک ۱/S.P ۔ صدر گوگیرہ ۔ میرک ۔
ضلع ساھیوال :۔ ۶۲/۴-R ۔ ۱۲۸/9-L ۔ ۱۶۵/E.B ۔ ۵۵/۱۲-L ۔ ۲۹/11-L ۔ ۳۷/۱۲-L ۔
ضلع بہاولنگر :۔ ۵۴/۴-R ۔ ۱۶۹/7-R ۔ ۱۸۴/7-R ۔ ۲۱۳/9-R ۔
ضلع بہاولپور :۔ اوچ شریف ۔ ۸۴/A-F نہر فتح ۔
ضلع رحیم یارخان :۔ بستی کندھاسانگھ ۔ ۶۵/P ۔ ۱۴۴/N.P کاگھڑی ۔ خانپور ۔
ضلع مظفرگڑھ :۔ بیٹ دریائی ۔ جتوئی ۔ ۵۱۸/T.D.A ۔ ۱۵۱/M.L ۔
ضلع لیّہ :۔ ۱۷۱/T.D.A ۔ ۲۲۶/T.D.A ۔ ۲۷۹/T.D.A ۔ ۳۴۷/T.D.A ۔
ضلع ڈیرہ غازی خان و راجن پور :۔ کوٹ قیصرانی ۔ داجل ضلع حیدرآباد :۔ بلڑی شاہ کریم ۔
ضلع نوابشاہ :۔ بھریا روڈ ۔ دوڑ ۔ دریاخان مری ۔ قاضی احمد ۔ گوٹھ شیر محمد ۔ گوٹھ مولوی عبدالسلام عمر ۔
ضلع تھرپارکر :۔ بستی نور ۔ ۲۷۰/F کاچیلو ۔ محمد آباد فارم ۔ نوکوٹ ۔ نورنگر ۔ نفیس نگر ۔
ضلع لاڑکانہ :۔ لاڑکانہ شہر ۔ ضلع خیرپور میرس :۔ گوٹھ فتح دین ۔
ضلع سانگھڑ :۔ گوٹھ بشیر احمد دیہہ ٹُور ۔
ضلع سکھر و جیکب آباد :۔ سکھر شہر ۔ پنوعاقل ۔ شکارپور ۔

ایک اپیل ایک درخواست

(از مکرم محترم چوہدری حمیداللہ صاحب صدر مجلس انصاراللہ)

امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ایک بار فرمایا آپ کے کلام کا خلاصہ ہے ۔ اس کی معطّر خوشبو دل و دماغ کو فرحت بخشتی ہے ۔ جہاں آپ کے منظوم کلام سے اللہ تعالیٰ کی محبت، اُس کے رسول کا عشق، قرآن مجید سے قلبی وابستگی، اسلام کی حقانیت اور صداقت کا یقین پیدا ہوتا ہے۔ وہاں ہر قسم کے گناہ، بداخلاقی سے بچنے کا درس ملتا ہے۔

ضرورت ہے کہ ہر احمدی بھائی حضور علیہ السلام کے کلام کے چیدہ اور منتخب اشعار نہ صرف یہ کہ خود حفظ کرے۔ انہیں وردِ زبان بنائے ۔ اپنی اولاد کو بھی حفظ کروائے تاکہ اُن کے دل میں اسلام، قرآن، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے محبّت پیدا ہو ۔

اس غرض کے لئے نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف نے درثمین طبع کروائی ہے ۔ جس کی قیمت سات روپے ہے ۔ میں ہر انصار بھائی سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جائزہ لیں کہ کیا ہر گھر میں یہ کتاب موجود ہے ۔ ہر گھرانہ میں اس کتاب کا پہنچنا ہمارے ایمان اور حبِّ اسلام کا تقاضا ہے ۔

دینی معلومات

سوال :۔ کس کس صحابہ کا اُحد کے روز مُثلہ کیا گیا۔ یعنی جنگ میں دشمنوں نے ناک کان کاٹے۔

جواب :۔ جابرؓ کے والد حضرت عبداللہؓ کا ۔ حضرت حمزہؓ کا ۔ حضرت انس بن نضر (حضرت انس کے چچا تھے)

سوال :۔ ابن صیاد جنہیں دجّال کہتے تھے ان کا کیا نام تھا ۔

جواب :۔ صافِ

سوال :۔ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے کیا کیا نام درج ہیں۔

جواب :۔ بخاری میں آپ کے پانچ نام آپ سے مروی ہیں ۔ محمّدؐ ۔ احمد ۔ ماحی ۔ حاشر ۔ عاقب ۔ محمّد کے معنے جن کی تعریف کی گئی ۔ احمد کے معنے بہت تعریف کرنے والا ۔ ماحی کے معنے جن کے ذریعہ کُفر مٹا ۔ حاشر کے معنے جن کے نقشِ قدم پر لوگوں کا حشر ہو گا ۔ عاقب کے معنے جو بھلائی میں پہلوں کے جانشین ہوں ۔ پہلوں کی بھلائی کے جامع ۔

سوال :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُونٹنی کا نام کیا تھا ۔

جواب :۔ بخاری میں قصواء اور عضباء آیا ہے ۔ خچّر کا نام ایلیہ تھا ۔ گدھے کا نام عفیر ۔ گھوڑے کا نام لحیف یا لخیف آیا ہے ۔

سوال :۔ واقعہ حرّۃ کی کیا حقیقت ہے ۔

جواب :۔ یہ واقعہ یزید بن معاویہ کے زمانہ میں ترلیسٹھ ۶۳ھ ہجری بمطابق ۶۸۳ء میں ہُوا ۔ مدینہ سے ایک وفد جو حضرت حنظلہ کے بیٹے اور کچھ دوسرے لوگوں پر مشتمل تھا ۔ یزید کے دربار میں آیا ۔ وہ واپس گئے تو انہوں نے یزید کے اعلان کے بارہ میں لوگوں سے ذکر کیا جس پر لوگوں نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا ۔ اس پر مُسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر بھیجا ۔ اس نے مدینہ میں اس کثرت سے خونریزی کی کہ ستائیس سو بڑے بڑے آدمی اس نے قتل کئے ۔ اور دس ہزار عام آدمی ، عورتیں اور بچے اس کے علاوہ تھے (شرح بخاری) ۔ نام اس کا واقعہ حرّہ اس لئے ہُوا کہ مدینہ کی جانب حرّہ کی طرف سے محاصرہ کیا ۔

سوال :۔ بخاری میں کل کتنی احادیث ہیں ۔

جواب :۔ سات ہزار دو سو پچھتر (۷۲۷۵) ۔ اور اگر مکرّر نکال دی جائیں تو قریباً چار ہزار ۔

سوال :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی کونسی بیوی آپ کے وصال کے بعد سب سے پہلے فوت ہوئیں ۔

جواب :۔ آپؐ کی پیشگوئی تھی کہ آپ کے بعد سب سے پہلے عالمِ آخرت میں آپ سے ملنے والی لمبے ہاتھوں والی ہو گی ۔

چنانچہ آپ کی ازواج مطہرات آپ کے وصال کے بعد اپنے ہاتھ ناپا کرتیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ وفات حضرت زینبؓ کی سب بیویوں سے پہلے ہوئی کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرکے راہ خدا میں مال تقسیم کرتیں۔ حالانکہ ہاتھ لمبے حضرت سودہؓ کے تھے (مشکوٰۃ)

سوال:۔ وہ کون صحابی تھے جنہوں نے ایک شخص کو کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کر دیا تھا۔

جواب:۔ حضرت اسامہؓ بن زید نے جہینہ قبیلہ کے ایک آدمی کو لاالہ الا اللہ کہہ دینے کے باوجود قتل کر دیا تھا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس عذر پر کہ اس نے ڈر کے مارے کلمہ پڑھا تھا، فرمایا کیا تُو نے اس کے دل کو پھاڑ کر دیکھا تھا۔ (مشکوٰۃ کتاب القصاص)

سوال:۔ اس صحابی کا کیا نام تھا۔ جس نے کہا تھا اسلام سے قبل مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سب سے زیادہ ناپسند تھا اور اسلام لانے کے بعد آپ کا چہرہ مجھے سب چہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا۔

جواب:۔ ثمامہؓ بن اثال ان کا نام تھا۔

سوال:۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے معانقہ بھی کیا۔

جواب:۔ زید بن حارثہؓ اور ابو ذرؓ سے معانقہ کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے (مشکوٰۃ باب المصافحہ والمعانقہ)

سوال:۔ جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک چوما تھا اس کا کیا نام تھا۔ جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا مجھ سے انتقام لے لو اگر کسی پر میں نے کوئی زیادتی کی ہو۔

جواب:۔ اُسیدؓ بن حضیر انصاری۔ (مشکوٰۃ باب المصافحہ والمعانقہ)

سوال:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کس کو گھُٹی دی تھی۔

جواب:۔ عبداللہ بن ابی طلحہؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو۔ (مشکوٰۃ کتاب الصید والذبائح اور کتاب العقیقہ)۔

ایک تصحیح

سمیع اللہ خانصاحب جو سیّد عبدالستار صاحب افغانی کے پوتے ہیں ملتان سے لکھتے ہیں کہ ماہنامہ انصاراللہ ماہ اگست میں مکرم ملک محمد شریف صاحب راولپنڈی کا مضمون شمع احمدیّت کے پروانے پڑھا۔ اس میں ایک سہواً غلطی کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ حضرت مولوی عبدالستار افغان المعروف بزرگ صاحب کی مختصر سوانح حیات میں غلطی سے سیّد لکھا گیا ہے حالانکہ آپ مینگل قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ دوسرے یہ کہ کابل کی سرزمین سے قادیان آنے والے آپ پہلے فرد تھے جنہیں ۱۸۹۷ء میں حضرت صاحبزادہ سیّد عبداللطیف شہید نے قادیان بھیجا تھا تاکہ وہ چند دن قادیان میں رہ کر حضرت اقدس علیہ السلام کے بارے میں معلومات حاصل کر کے سیّد شہید صاحب کو بتائیں۔ اس کے بعد حضرت صاحبزادہ سیّد عبداللطیف شہید قادیان آئے تھے۔

بچوں کا صفحہ

دیانتداری کی ایک اعلیٰ مثال

پیارے بچو! آؤ آج حدیث کی کتاب بخاری سے دیانتداری کا ایک انمول واقعہ سنائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت ابو ہریرۃ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے آقا حضرت ابو ہریرۃ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنایا کہ ایک آدمی نے اپنی کچھ زمین دوسرے آدمی کے ہاتھ بیچی۔ جس نے زمین خریدی تھی اس نے زمین میں ہل چلایا تو اس میں سے سونے کا بھرا ہوا گھڑا نکلا۔ وہ اس شخص کے ہاں گیا۔ جس سے اس نے زمین خرید کی تھی۔ اور کہا۔ یہ لو اپنا سونا۔ میں نے تم سے زمین خرید کی تھی۔ سونا تو نہیں خریدا تھا۔ زمین کے مالک نے اسے جواب دیا۔ زمین اور اس میں جو کچھ تھا میں نے وہ تمہارے پاس بیچا تھا۔ زمین بیچنے والا وہ سونا نہ لیتا تھا کہ میں نے یہ زمین اور اس میں مٹی اور اس میں جو کچھ تھا تمہارے پاس بیچا۔ مجھے کیا علم تھا کہ اس میں سونا ہے اور خریدنے والا سونا اپنا حق نہ سمجھتا تھا کہ اس نے زمین خریدی تھی۔ اس کی رقم ادا کی تھی سونا تو نہ خریدا تھا۔

چنانچہ یہ دونوں شخص اپنا جھگڑا ایک آدمی کے پاس لے گئے۔ اس منصف نے ایک سے پوچھا تمہارے کوئی اولاد ہے اس نے کہا ہاں ایک لڑکا ہے۔ دوسرے سے پوچھا تو اس نے کہا میری ایک لڑکی ہے۔ اس شخص نے فیصلہ کیا۔ ان کی آپس میں شادی کر دو اور یہ رقم ان پر خرچ کر دو باقی جو بچے اسے صدقہ دے دو۔ (بخاری کتاب الانبیاء)

پیارے بچو! دیکھو دونوں کی دیانتداری۔ کہ کوئی شخص بھی وہ لینا نہیں چاہتا جو اس کا حق نہیں ہے۔ دنیا کے اکثر جھگڑے اسی وجہ سے ہوتے ہیں کہ ہم دوسرے کا کچھ حق چھیننا چاہتے ہیں۔ اگر ہم اپنا کچھ حق ایثار کر کے دوسرے کو دے دیں تو اس دنیا میں انسانوں میں محبت اور پیار بڑھے۔

اس لئے اگر تمہیں کوئی چیز زمین پر پڑی ملتی ہے جو تمہاری نہیں تو تلاش کرو۔ اعلان کرواؤ یہ کس کی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارے جلسہ سالانہ کے موقعہ پہ ایک دفتر معلومات و گمشدہ اشیاء ہوتا ہے۔ جس میں لوگ گری پڑی چیزیں جو انہیں ملتی ہیں دیتے ہیں تاکہ وہ انہیں پہنچا دی جائیں جن کی ہیں۔ کہ ہمارا ان چیزوں پر کوئی حق نہیں۔

پس جو چیز آپ کی نہیں وہ اپنے پاس ہرگز نہ رکھیں۔ تلاش کر کے اسے پہنچائیں جس کی ہے۔ اچھی مثالوں کی پیروی کرو بچو! ـ تم اچھے بچے بنو گے۔

اور بچو آپ نے دیکھا جس آدمی نے ان دونوں کے جھگڑے کا فیصلہ کیا اس نے کس دانائی سے ان دونوں میں ہمیشہ کے لئے محبت پیدا کر دی۔ انہیں ایک کر دیا۔

پس آپ بھی لڑکوں میں صلح کروایا کریں۔ ان کے جھگڑے چکایا کریں کہ ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"میں ملانے آیا ہوں جدا کرنے نہیں آیا۔"

لکن رسول اللہ و خاتم النبیین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ہم اس آیت پر سچا اور کامل یقین رکھتے ہیں جو فرمایا وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے ہیں اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔ مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے۔ یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے۔ اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوتِ محمدیؐ کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے۔ اور نہ اپنے لئے بلکہ اُسی کے جلال کے لئے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص۳ر۴) (روحانی خزائن)